REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO R.N. 61/57

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

POSTAL REGISTRATION NO P/GDP-23

جلد ۴۴

شمارہ ۴۲

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

ایڈیٹر:۔
منیر احمد خادم

نائبین:۔
قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴۳۵۱۶

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

۲۳ جمادی الاول ۱۴۱۶ ہجری ۱۹ اخاء ۱۳۷۴ ہش ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۵ء

اخبار احمدیہ

لندن ۱۷ اکتوبر (ایم۔ ٹی۔ اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

⁂

دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

" اے بندگان خدا غافل مت ہو اور شیطان تمہیں وساوس میں نہ ڈالے۔ یقیناً سمجھو کہ یہ وہی وعدہ پورا ہوا ہے جو قدیم سے خدا کے پاک نبی کرتے آئے ہیں۔ آج خدا کے مرسل اور شیطان کی آخری جنگ ہے۔ اور یہ وہی وقت اور وہی زمانہ ہے جیسا کہ دانیال نبی نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا تھا میں ایک قفل کی طرح اہل حق کے لئے آیا ہوں پر مجھ سے ٹھٹھا کیا گیا، اور مجھے کافر اور دجال ٹھہرایا گیا اور بے ایمانوں میں سے مجھے سمجھا گیا۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا تا وہ پیش گوئی پوری ہوتی جو آیت "غیر المغضوب علیہم" کے اندر مخفی ہے۔ کیونکہ خدا نے منعم علیہم کا وعدہ کر کے اس آیت میں بتا دیا ہے کہ اسی امت میں وہ یہودی بھی ہوں گے جو یہود کے علماء سے مشابہ ہوں گے جنہوں نے حضرت عیسیٰ ؑ کو سولی دینا چاہا۔ اور جنہوں نے عیسیٰ ؑ کو کافر اور دجال اور ملحد قرار دیا تھا اب سوچو کہ یہ کس بات کی طرف اشارہ تھا۔ اسی بات کی طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود اس امت میں سے آنے والا ہے۔ اس لئے اس کے زمانہ میں یہود کے رنگ کے لوگ بھی پیدا کر دے جائیں گے۔ جو اپنے زعم میں علماء کہلائیں گے۔ سو آج تمہارے ملک میں وہ پیش گوئی پوری ہو گئی۔ اگر یہ علماء موجود نہ ہوتے تو اب تک تمام باشندے اس ملک کے جو مسلمان کہلاتے ہیں مجھے قبول کر لیتے۔ پس تمام منکروں کا گناہ ان لوگوں کی گردن پر ہے۔ یہ لوگ راستبازی کے محل میں نہ آپ داخل ہوتے ہیں نہ کم فہم لوگوں کو داخل ہونے دیتے ہیں۔ کیا کیا مکر ہیں جو کر رہے ہیں اور کیا کیا منصوبے ہیں جو اندر ہی اندر ان کے گھروں میں ہو رہے ہیں۔ مگر کیا وہ خدا پر غالب آ جائیں گے اور کیا وہ اس قادر مطلق کے ارادہ کو روک دیں گے۔ جو تمام نبیوں کی زبانی ظاہر کیا گیا ہے۔ وہ اس ملک کے شریر امیروں اور بدقسمت، دولت مند دنیاداروں پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ مگر خدا کی نظر میں وہ کیا ہیں۔ صرف ایک مرے ہوئے کیڑے۔

اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیش گوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۵، ۶۶)

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۵ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ کے ۱۰۴ ویں جلسہ سالانہ قادیان کے لئے ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۵ء بروز منگل۔ بدھ۔ جمعرات کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

احباب اس روحانی جلسہ میں شمولیت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں نیز جلسہ کی کامیابی کے لئے دعائیں بھی کرتے رہیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر نگران بورڈ بدر قادیان۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۹ر اخاء ۱۳۷۴ ہش

کچھ گزارشات عیسائی بھائیوں سے

(۳)

گزشتہ گفتگو میں ہم نے عقلی و نقلی سے مدلل طور پر مسیحی عقیدہ کفارہ کے بطلان کو ثابت کیا تھا آج کی گفتگو میں ہم اپنے محترم قارئین کو بتاتے ہیں کہ کفارہ کے اس عقیدہ سے عیسائیوں کو فائدہ تو کچھ حاصل نہیں ہوا الٹا شدید نقصانات ہو گئے ہیں۔

٭ ایک تو یہ کہ خدا کے نیک بندے حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت قبول کر کے ان کی طرف "لعنتی قربانی" کو منسوب کیا اور اس طرح ان کی سخت توہین کے مرتکب ہوئے کیونکہ "لعنت" ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنوں میں خدا سے دوری کا تصور پایا جاتا ہے اور "لعین" اس کو کہتے ہیں جس کا دل خدا سے برگشتہ ہو جائے اور وہ خدا کی محبت اور اس کی اطاعت سے دور جا پڑے اسی لئے لعین شیطان کا نام ہے پس اگر مسیح کو لعنتی مان لیا جائے (نعوذ باللہ) تو اس سے لازم آتا ہے کہ وہ خدا کے غضب کے نیچے آگیا تھا اور خدا کی اطاعت و محبت اس کے دل سے نکل گئی تھی۔ اس لحاظ سے ہم کہتے ہیں کہ حضرت یسوعؑ کی نسبت ایسا بیہودہ عقیدہ رکھنا درحقیقت ان کی توہین و تذلیل ہے۔

٭ دوسرا نقصان کفارہ کے مسیحی عقیدہ سے یہ ہوا ہے کہ گناہوں میں دلیری پیدا ہوئی ہے جب ایک آدمی مسیح کی "لعنتی قربانی" پر ایمان لے آیا تو ہمیشہ کے لئے گناہوں سے پاک صاف ہوگیا اب جو چاہے کرے اُسے "شریعت کی لعنت" سے آزادی مل گئی۔ یہی وجہ ہے کہ نہایت بے باکی اور شوخی سے شریعت کے ان احکامات کو نظر انداز کر دیا گیا جن پر عمل کرنے کی سختی سے تاکید کی گئی تھی۔ مثال کے طور پر (دیکھو احبار ۱۱/۷ استثنا ۱۴/۸) میں صاف لکھا ہے کہ سؤر کا گوشت حرام ہے لیکن پولوس نے جو خط قرنتیوں کے نام لکھا۔ اس میں تمام قسم کے گوشت کو جائز قرار دیا ہے۔ (۱۔ قرنتیوں ۱۰/۲۵-۲۳) یہی وجہ ہے کہ یورپ کے عیسائی اور خود ہندوستان میں بھی عیسائی لوگ حرام شدہ سؤر کو خوب مزے لے لے کر کھاتے ہیں۔ اسی طرح عہد نامہ قدیم میں کئی مقامات پر ختنہ کا تاکیدی حکم ہے (مثلاً دیکھو پیدائش ۱۷/۱۰ احبار ۱۲/۳) لیکن پولوس نے حضرت موسیٰ کی اس شریعت کو لعنتی گردانتے ہوئے اس واضح حکم کی خلاف ورزی کی (اس کے لئے اعمال باب ۱۵ کا مطالعہ کیا جائے) اس طرح عہد نامہ قدیم میں سبت کا تاکیدی حکم ہے (خروج ۲۵/۴-۱) لیکن پولوس حکم میں اس کو بھی نظر انداز کر دیا گیا۔ اور آج عیسائی دنیا میں سبت کی کوئی حقیقت نہیں رہ گئی۔

شریعت کے مذکورہ بالا احکام اور اسی طرح اور بھی کئی احکامات کو نظر انداز کرنے کی ہی وجہ ہے کہ آج یورپ کے عیسائی ممالک میں بے حیائی اور فحاشی باقی جگہوں سے زیادہ ہے بلکہ بے حیائی اور احکام خداوندی کی نافرمانی کے بیج پہلے وہیں بوئے جاتے ہیں۔

٭ جب خود گناہوں کے معاملہ میں دلیر ہوئے تو پھر بائبل میں تحریف کر کے بزرگوں پر بھی بے حیائی کے الزامات لگائے گئے تاکہ اس آڑ میں خود کے لئے بھی راہ ہموار ہو سکے۔ جیسے حضرت لوط علیہ السلام خدا کے نبی کے متعلق تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ نہ صرف انہوں نے شراب پی بلکہ شراب پی کر انہوں نے اپنی بیٹیوں سے ہمبستری کی (پیدائش ۱۹/۳۶-۳۰) اسی طرح حضرت مسیح کے سلسلہ نسل کی ایک بزرگ عورت "تمر" کے متعلق (پیدائش ۳۸/۲۴-۱۹-۱۶) میں لکھا ہے کہ وہ زنا جیسی حرکت قبیح میں ملوث ہوئی (ایسے الزامات کے لئے دیکھو ۲۔ سموئیل ۱/۵-۲) اسی طرح حضرت داؤد پر ایک بے گناہ کو قتل کرنے کا الزام لگایا گیا اور کہا گیا کہ انہوں نے اس کو قتل کروا کے اس کی بیوی سے زنا کیا۔ (۲۔ سموئیل ۱۱/۲۷-۱۴) اور پھر انہی حضرت داؤد کے بارہ میں عیسائی کہتے ہیں کہ یہ بھی پہلے ہی حضرت مسیح پر ایمان لے آئے تھے (مرقس ۱۲/۳۷) پھر عجیب بات ہے کہ حضرت داؤد پر بھی اس کفارہ کا اثر نہ ہوا اور وہ بھی گناہ کے زہر سے بچ نہ سکے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری جو آپ پر ایمان لا چکے تھے۔ وہ بھی گناہ سے نہ بچ سکے کیونکہ ان میں سے ایک نے ۳۰ روپے لے کر یسوع کو یہودیوں کے حوالہ کر دیا (متی ۲۶) اور پطرس نے سامنے کھڑے ہو کر تین مرتبہ یسوع پر لعنت بھیجی (متی ۲۶/۷۴-۶۹)

ان تمام امور سے یہ بات عیاں ہے کہ یہ "لعنتی قربانی" جب بڑے بڑے انبیاء اور حواریوں کو گناہ سے نہیں بچا سکی تو پھر بے چارے عام عیسائیوں کو کیا بچائے گی۔

ثابت ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حقیقی تعلیم سے ہٹ کر گناہ سے نجات کے لئے کفارہ کا جو یہ فرضی عقیدہ پولوس کی طرف سے ایجاد کیا گیا تھا اور جسے آج عیسائی دنیا بمشکل تھامے ہوئے ہے۔

درحقیقت اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے خدا نے جب سے کہ اس دنیا کو پیدا کیا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت مسیحؑ تک کبھی گناہ سے نجات کے لئے ایسا قانون تجویز نہیں کیا اگر اس بودے قانون کو سچ تسلیم بھی کر لیا جائے تو پھر ان کروڑوں گناہگاروں کا کیا بنے گا جو اس "لعنتی قربانی" سے قبل اس دنیا سے گزر گئے نہ تو وہ گناہوں کی آلودگی سے بچ سکے اور نہ ہی بعد میں ایمان لانے والے اس سے نجات حاصل کر سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح کی توہین و تذلیل کرنے والا کفارے کا عقیدہ رکھنا عیسائیوں کی ایک بڑی تاریخی غلطی کے نتیجہ میں ہوا ہے۔

حضرت مسیح جن کی وفات صلیب پر ہوئی ہی نہیں اور جو قبل از وفات ہی اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے صلیب سے زندہ اتار لئے گئے ان کے متعلق یہ یہودی کہانی سچ مان لی گئی کہ حضرت عیسیٰ کو انہوں نے صلیب پر مار کر عہد نامہ قدیم کے قانون کے مطابق نعوذ باللہ لعنتی موت مار دیا ہے۔ (استثنا ۲۱/۲۲) اور جب اس بات کو مان لیا کہ یہودی حضرت مسیح کو مصلوب کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ان کے مصلوب کئے جانے کے مفروضہ کو اپنے حق میں ثابت کرنے کے لئے ان کی موت کو

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE: 04524-649

ارشادِ نبویؐ
السَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ
(بات کرنے سے پہلے سلام کیا کرو)
(منجانب):
منجانب ازاراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا:
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ بینٹنک لین کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱
فون نمبرز: ۲۴۸۵۲۲۲
۲۴۸۱۶۵۲
۲۴۳۰۷۹۴

خطبہ جمعہ

تبلیغ کے جس میدان میں ہم داخل ہوئے ہیں یہاں خصوصیت سے صبر کی ضرورت ہے

اور صبر کے بغیر کوئی تبلیغ کامیاب ہو ہی نہیں سکتی!

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۴ جولائی ۱۹۹۵ء مطابق ۱۴ وفا ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ کے حق نام کے تعلق سے میں نے گزشتہ جمعہ میں تبلیغ کی طرف توجہ دلائی تھی کہ حق ذات سے تعلق ہو تو حق پھیلانا اس کا ایک طبعی نتیجہ ہے اور خدا تعالیٰ کے اسم حق کا جہاں جہاں مختلف رنگ میں استعمال ہوا ہے اس کا ذکر کر کے اس مضمون پر روشنی ڈالی تھی سورہ عصر میں جس کی میں نے تلاوت کی ہے۔ اس میں "وتواصوا بالحق" کے ساتھ "وتواصوا بالصبر" کے مضمون کو باندھا گیا ہے جو ہر جگہ جہاں بھی تبلیغ کا مضمون ہے وہاں صبر کا مضمون بھی ہمیں نظر آتا ہے اگر ظاہری الفاظ میں کہیں دیئے ہوئے مضمون کی صورت میں نہ ہو مگر دعوت الی اللہ کا ذکر ہو اور صبر کا نہ ہو یہ ہو نہیں سکتا صبر ضرور کسی نہ کسی رنگ میں مذکور ہوتا ہے۔

پس اس پہلو سے ذہن میں یہ خیال ابھرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی کوئی صفت صبور بھی ہو گی شاید صبار بھی ہوگا اور اس کے اسماء میں یہ نام ملیں گے لیکن آپ تلاش کریں سارے قرآن کریم میں کہیں صفات باری تعالیٰ یا اسماء باری تعالیٰ کے طور پر صبور اور صبار کے الفاظ نہیں ملتے جبکہ حدیث میں ملتے ہیں اور ترمذی کے آخر پر جو فہرست ہے خدا تعالیٰ کے اسماء کی اس کے آخر پر صبور لفظ خدا کا اسم بتایا گیا ہے اور چونکہ روزمرہ ہم عبدالصبور اور امۃ الصبور نام بھی دیکھتے ہیں تو ظاہر ہے کہ سب اہل علم جنہوں نے یہ نام تجویز کئے وہ خدا کا نام تسلیم کر کے ہی اس کے ساتھ عبد یا امۃ کا لفظ لگاتے ہیں ورنہ تو یہ ایک مشرکانہ نام بن جائے۔ پس حدیث کے حوالے سے بھی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے خدا کا صبور ہونا ایک قطعی بات ہے سوال ہے کہ قرآن کریم میں کیوں یہ اہم صفت بیان نہیں ہوئی جبکہ اس کا حق سے بڑا تعلق ہے اور اشاعت حق سے اس کا بہت تعلق ہے تو اس پر غور کرتے ہوئے جہاں میں نے احادیث میں صبر کا مضمون پڑھا ہے تو یہ معلوم ہوا ہے کہ صبر میں اصل بنیادی طور پر دو آزمائشیں انسان کے سامنے ہوتی ہیں ایک غصے کی آزمائش اور ایک رحم کی آزمائش جہاں تک رحم کا تعلق ہے وہ آزمائش دو طرح سے ہے کسی دوسرے پر رحم آرہا ہو یا اپنے آپ پر رحم آرہا ہو، اپنے آپ کو قابل رحم حالت میں پائے۔ کیونکہ یہ دوسرے حصے کا تعلق کسی پہلو سے بھی اللہ کی ذات سے ہو نہیں سکتا اور اس میں محض غصے والی بات، یعنی غضب کی حالت میں ہاتھ روک لینے والا مضمون ہے اس لئے مضمون کے لحاظ سے تو قرآن کریم میں یہ موجود ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمہارے گناہوں پر خدا تمہاری پکڑ کرتا تو وہ زمین پر کوئی جاندار نہ چھوڑتا تو یہ دراصل صبر ہی کی صفت ہے مگر اس پہلو سے اسے حلیم کہا جاتا ہے۔ حلم ہی دراصل صبر کی ایک شکل ہے اور چونکہ مضمون کے لحاظ سے صبر کا معنی خدا کی ذات میں پایا جاتا ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اسماء ذات باری تعالیٰ میں صبور کو بھی داخل فرمایا۔

خدا کن معنوں میں صبور ہے؟ یہ تو نہیں کہ خدا کے خلاف نعوذ باللہ من ذالک کوئی حملے ہو رہے ہیں اور وہ مجبور کیا جا رہا ہے دردناک حالت میں پہنچ گیا ہے اور صبر کر رہا ہے بلکہ اس کے برعکس خدا کو غصہ دلانے کی بہت باتیں ہوتی ہیں اتنا زیادہ خدا کے خلاف باغیانہ اور شکر سے عاری رویہ اختیار کیا جاتا ہے کہ اگر ان باتوں پر صبر نہ کرے تو تمام دنیا کو ہلاک کر دے لیکن یہ صبر مجبوری کا صبر نہیں ہے بلکہ علم کا صبر ہے۔ اختیار ہے لیکن اس کے باوجود انسانی جوابی کارروائی نہیں کرتا اس صبر کے مضمون کو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے دشمنوں پر بددعا کرنے کے تعلق میں بیان فرمایا ہے۔ جہاں تک دشمن پر براہ راست غالب آنے کا تعلق ہے مسلمانوں میں ابتداءً جو کمزوری کی حالت تھی جسمانی لڑائی میں تو کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی کہ وہ ان پر مقابلہ کرسکتے نہ اللہ نے ان کو اس وقت اجازت دی کہ وہ مقابلہ کریں لیکن بددعا کا ایک رستہ کھلا تھا چنانچہ ایک موقع پر بعض صحابہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمیں بددعا کی اجازت دیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بستر پر آرام فرما رہے تھے ٹیک لگا کر بڑے جلال کی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور پہلی قوموں کے صبر کے واقعات بیان کئے اور یہ اجازت نہیں دی کہ ان پر بددعا کی جائے انبیاء کبھی جب بددعا کرتے ہیں یا جب کبھی کرتے ہیں تو اللہ کی اجازت سے اور بعض دفعہ اس کے اذن سے کرتے ہیں تو یہ صبر طاقت کا صبر ہے یہ کمزوری کا صبر نہیں ہے اس صبر میں اللہ سے انسان کی مشابہت ہو سکتی ہے وہ غالب ہے وہ تباہی کی طاقت رکھتا ہے پھر بھی وہ مہلت دیتا چلا جاتا ہے ان معنوں میں جو صبر کے مضمون ہی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے انسان بھی اگر مقابلے کی طاقت رکھتا ہو اور مقابلے سے باز رہے اللہ کی رضا کی خاطر یا کسی اعلیٰ قدر کے پیش نظر تو اسے بھی صبر کہا جائے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو یوں بھی بیان فرمایا ہے ؎

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

اور دوسری جگہ صبر کے لفظ استعمال کر کے بھی اس مضمون کو باندھا

ہے۔ کم سے کم انسان بددعا تو دے سکتا ہے، گالی کا جواب گالی سے بھی دے سکتا ہے اور اگر کوئی حاضر نہ ہو تو اس سے بدبخت خطرہ نہیں کہ طیش میں آکر پیچھے مارے گا غائب میں بدکلامی کر سکتا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان تمام امور میں جو حیرت انگیز صبر کا نمونہ دکھایا ہے دراصل اس کا تبلیغ کی کامیابی سے گہرا تعلق ہے اس لئے اگرچہ خدا کا اسم صبر ہمیں قرآن کریم میں اسم صبر کے معنوں میں دکھائی نہیں دیتا مگر حلم کے مضمون میں اور بعض دوسرے مضامین میں صبر کا مضمون ضرور ملتا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اللہ کے ناموں میں صبور نام داخل نہ فرماتے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وحی سے کلام فرماتے تھے اس لئے بعض اسماء ایسے ہیں جو بطور وحی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ظاہر فرمائے گئے اور ان میں صبور نام بھی ہے۔

اس پہلو سے چونکہ تبلیغ سے میں نے بیان کیا ہے اس کا بہت گہرا تعلق ہے اور مضمون دعوت الی اللہ کا بیان ہو رہا تھا میں نے چند وہ آیات چنی ہیں جن کے حوالے سے میں دعوت الی اللہ کی کامیابی میں صبر کی جس حد تک ضرورت ہے اور کیسے صبر کیا جا سکتا ہے اس مضمون پر روشنی ڈالتا ہوں ایک تو جیسا کہ میں نے بیان کیا قرآن کریم کی سورۃ العصر میں ہی فرمایا "وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ" صبر کے ساتھ نصیحت کرتے ہیں، صبر کے ساتھ نصیحت کا مطلب ہے نصیحت کرنا چھوڑتے نہیں ہیں۔ نصیحت کرنے سے تھک نہیں جاتے اور مصائب پر صبر کرنے کی تلقین بھی کرتے ہیں، یہ سارے مضامین اکٹھے اس میں داخل ہیں مگر اس لفظ صبر کے مختلف مواقع پر استعمال کی مثالیں ہمیں قرآن میں ملتی ہیں اب میں ان کے حوالے سے آپ کو سمجھاتا ہوں۔

"ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ" بعض صفات کا ذکر بعض حالات کا ذکر ہے ان حالات میں مومن کیا کرتا ہے اور کافر کیا کرتا ہے اس موازنے کے آخر پر فرمایا "ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا" کہ وہ بدبخت جو نیکیوں سے محروم رہتا ہے اس سے یہ نہیں ہوتا کہ وہ ان لوگوں میں داخل ہو جائے جو ایمان لاتے ہیں اب اس کا ذکر چھوڑ کر ایمان لانے والوں کا بیان شروع ہو گیا "الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ" وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں، وہ صبر کے ساتھ نصیحت کرتے ہیں) اور مرحمہ کی نصیحت کرتے ہیں یا مرحمت کے ساتھ نصیحت کرتے ہیں۔ اب مرحمت سے نصیحت کا کیا مطلب ہے؟ ایک مراد یہ ہے کہ ان کی نصیحت کسی غصے یا انتقامی کارروائی کے نتیجے میں نہیں ہوتی، کسی حقارت کے نتیجے میں نہیں ہوتی۔ ان کی نصیحت کا سرچشمہ رحمت ہے اور یہی معنی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے میں پایا جاتا ہے جس نے سب سے زیادہ دعوت الی اللہ کرنی تھی اسے سب سے زیادہ رحمت بنایا گیا اور تمام صحابہ کی بلا استثناء گواہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحت میں غصے کا کوئی عنصر نہیں ہوتا تھا۔ ہمیشہ رحمت اور شفقت کے ساتھ نصیحت کیا کرتے تھے اور رحمت اور شفقت کی نصیحت ہی ہے جو کامیاب ہوا کرتی ہے۔

> صبر کا مضمون اگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے سمجھیں تو حقیقت یہ ہے کہ صبر ہی ہے جو دعا کا محرک بنتا ہے۔ اور صبر والوں کی دعا ہے جو دراصل مقبول ہوتی ہے۔

پس وہ لوگ جو تبلیغ کرتے ہیں اور کامیابی سے تبلیغ کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے لازم ہے کہ گفتگو کے دوران بات پہنچاتے ہوئے اپنے دل کو ٹٹولتے رہیں کہ کیوں تبلیغ کر رہے ہیں کیا کوئی نفسانی خواہش ہے اعداد کے بڑھنے کی یا محض اللہ کی رضا کی خاطر جس کو تبلیغ کر رہے ہیں اس کا بھلا چاہتے ہیں یہ دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا کوئی اپنی غرض ہے یا دوسرے کا بھلا دوسرے کا بھلا چاہنے سے تو نہیں چاہا جا سکتا یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کسی کو غصہ آ جائے اور آپ کہہ رہے ہوں میں بھلا چاہ رہا ہوں تمہارا۔ رحمت ہی ہے جو دراصل تبلیغ کا محرک ہونی چاہئے اور یہی رحمت تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تبلیغ کا محرک تھی۔ آپ کو رحم آتا تھا دوسروں پر ان کی بدحالی پر ان کی بدنصیبی پر ان کے بدانجام پر اور یہ رحم جوش مارتا تھا تو آپ ان کی خاطر تکلیف میں مبتلا ہو کے بھی نصیحت کرتے تھے تو یہی وہ رحمت ہے جو صبر کی توفیق بخشتی ہے۔

صبر کا رحمت سے ایک براہ راست گہرا تعلق ہے جتنا کسی سے پیار ہو اتنا ہی زیادہ اس کی طرف سے زیادتیاں انسان برداشت کر سکتا ہے بعض مائیں بچوں کو جب دوائیں دیتی ہیں تو بعض دفعہ بچے غصے میں آ کے مارتے ہیں آگے سے منہ نوچ لیتے ہیں مگر ماں تو ہنستی رہتی ہے یا صبر کرتی ہے اور آخر دوا پلا کے چھوڑتی ہے غصے کی وجہ سے نہیں بلکہ رحمت کی وجہ سے۔ پس رحمت کا صبر سے یہ تعلق ہے کہ جتنی رحمت زیادہ ہو اتنا ہی صبر کی توفیق بڑھتی ہے۔ صبر کا معیار اونچا ہوتا چلا جاتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرآن کریم نے صبر کے مضمون میں سب سے بلند و بالا دکھایا ہے بلکہ صبر کرنے والوں کا اکٹھا ذکر کرنے کے بعد اگلے مرتبے اور مقام پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر کیا ہے جو صبر سے بالا مقام ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضور کی تبلیغ کی کامیابی دراصل آپ کی رحمت میں تھی اور چونکہ رحمت بے انتہا تھی اور سب دنیا پہ چھائی ہوئی تھی اس لئے اسی نسبت اور توفیق سے آپ کو صبر کا بڑا پیمانہ عطا کیا گیا اور صبر کے بڑے پیمانے کو قرآن کریم "ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ" کے الفاظ سے ظاہر فرماتا ہے۔ "وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا" یہ جو عظیم کامیابی ہے تبلیغ میں کہ دشمن جاں نثار دوست بن جائے فرمایا "وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا" صبر کرنے والوں کے سوا کسی کو یہ توفیق نہیں مل سکتی "وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ" اور یہ عظیم توفیق تو دراصل اسی کو مل سکتی ہے جسے صبر میں سے بہت بڑا حصہ عطا کیا گیا ہو جس کے صبر کا پیمانہ بہت ہی وسیع ہے۔ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نام لئے بغیر یہاں آپ کی ایک ایسی صفت بیان فرما دی گئی جو آپ کو تمام دوسرے صحابہ میں ممتاز کر رہی تھی اپنی ذات میں ایک الگ مقام اور مرتبہ بناتے ہوئے تھی اس صفت کے حوالے سے میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ چیزیں اکٹھی ایک دوسرے سے تعلق رکھنے والی رحمت کے نتیجے میں تبلیغ ہو تو کامیاب ہوتی ہے رحمت کے نتیجہ میں تبلیغ ہو تو صبر کی توفیق ملتی ہے اور صبر جو ہے پھر دو طرح سے تبلیغ کے کام میں ممد بنتا ہے ایک یہ کہ جن پر رحم آئے اور آپ ان کی خاطر کچھ کرنا چاہیں وہ بعض دفعہ اولاد، بعض دفعہ دوست اور قریبی اپنا نقصان کر رہے ہیں آپ کا دل چاہتا ہے کہ ان کی اصلاح کریں رحم جوش میں ہے لیکن وہ مانتے نہیں ہیں آزاد اور خود رو ہیں تو اس صورت میں رحمت غم میں تبدیل ہوتی ہے غصے میں نہیں تبدیل ہوتی شریکہ غصے میں تبدیل ہو جاتا ہے دنیا داری جو ہیں یا دنیا داروں کے تعلق یہ نفرتوں میں بدل جاتے ہیں مگر رحمت ہمیشہ صبر میں تبدیل ہوتی ہے اور صبر کے نتیجہ میں پھر دعا کی توفیق ملتی ہے سچی صبر

صبر کا ایک یہ فائدہ ہے اور یہاں بے اختیاری دعا بنتی ہے اور یاد رکھیں کہ جب رحمت کا جوش ہو اور بے اختیاری ہو تو وہ دعا مضطر کی دعا بن جاتی ہے۔ ایسے شخص کی دعا جو کوئی چارہ نہیں پاتا کوئی اختیار نہیں دیکھتا وہ دعا بہت ہی عظیم الشان دعا ہے وہ سب سے زیادہ مقبول ہوتی ہے اور اللہ کی بارگاہ میں جگہ پاتی ہے۔ پس حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رحمت صبر میں ڈھلتی تھی، صبر دعائیں بن جاتا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپؐ کی تبلیغ کی کامیابی کا جو نکتہ بیان فرمایا وہ دعا ہی بیان کی ہے۔ حالانکہ جو قرآن کریم میں نصیحت کا مضمون ہے وہاں دعا کا ذکر ملتا نہیں۔ "ادع الی سبیل ربک" تو ہے یعنی لوگوں کو بلانے کا ذکر ہے اور آگے مضمون نصیحت اور پھر صبر میں ڈھل جاتا ہے اور بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ دعا کی ضرورت تو تھی مگر ذکر نہیں فرمایا گیا۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ صبر کا مضمون اگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے سمجھیں تو حقیقت یہ ہے کہ صبر ہی ہے جو دعا کا محرک بنتا ہے اور صبر والے ہی کی دعا ہے جو دراصل مقبول ہوتی ہے۔ بے صبرے کی دعا کوئی معنے نہیں رکھتی۔ خدا کے ہاں تو ہر دعا قبول ہو سکتی ہے اور صبر کرنے والے کی بد دعا میں بھی طاقت ہوتی ہے۔ اسی لئے محاورے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا صبر اس پہ ٹوٹا کیوں کہ صبر کے نتیجے میں، چونکہ رحمت سے صبر کا تعلق ہے انسان لمبے عرصے تک کسی کے ظلم برداشت کرتا چلا جاتا ہے اور اس کے خلاف بد دعا کے لئے زبان نہیں کھولتا لیکن ایک ایسا مقام آجاتا ہے کہ اب اس پر بد دعا کرے تو وہ دعا جو ہے وہ بد دعا کی صورت میں سب سے زیادہ قوت کے ساتھ دشمن پہ بجلی بن کے گرتی ہے اور ہر قسم کی طاقت خدا کی طرف سے نازل ہوتی ہے مگر دعا میں وہ طاقت ہی ہے جو آسمان سے پھر اترتی ہے اور وہی صبر ٹوٹتا ہے اصل میں۔ عام دنیا کے محاورے میں صبر ٹوٹنے سے مراد یہ سمجھتے ہیں لوگ کہ ادھر صبر ہوا اور منہ سے کوئی کلمہ نکلا ادھر کوئی شخص تباہ ہو گیا، یہ بالکل غلط بات ہے۔ صبر آسمان سے ٹوٹتا ہے اور وہی صبر ٹوٹتا ہے جو آسمان پر جاتا ہے اور قبول ہو کر پھر عذاب الٰہی بن کر دوبارہ نازل ہوتا ہے۔ تو چونکہ یہ ایک بہت ہی خطرناک چیز ہے اور صبر کی بد دعا چونکہ قوموں کو ہلاک کر سکتی ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس وقت بڑے جلال کا اظہار فرمایا کہ جو کمزور صحابہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے بڑے ہی دردناک حالات پیش کئے یا رسول اللہ اب تو یہ ہو گیا ہے، یہ ہو گیا، حد ہو گئی ہے کوئی بد دعا کی تو اجازت دیں بڑے جلال سے آپؐ نے فرمایا بالکل نہیں دیکھو تم سے پہلے کیسے لوگ تھے کیا کیا ان پر ظلم ہوئے، کیسے کیسے ان کے سروں کو آروں سے چیر دیا گیا مگر وہ صبر کرتے رہے۔ پس بد دعا کی بھی اجازت نہ دی لیکن جب اللہ بد دعا کی اجازت دیتا ہے تو پھر اس سے زیادہ قوم کی ہلاکت کو یقینی بنا دینے والی اور کوئی چیز نہیں ہوتی۔

آنحضورﷺ کی تبلیغ کی کامیابی دراصل آپ کی رحمت میں تھی اور چونکہ رحمت بے انتہا تھی اور سب دنیا پہ چھائی ہوئی تھی اس لئے اسی نسبت اور توفیق سے آپ کو صبر کا بڑا پیمانہ عطا کیا گیا

اس ضمن میں گزشتہ سال جرمنی میں جو میں نے بد دعا کا ایک مضمون بیان کیا تھا کہ اس کے پیش نظر ان کے جو چوٹی کے علماء ہیں جنہوں نے ظلم کی حد کر دی ہے ان کے خلاف بے شک بد دعا کریں یہ ایک استنباط تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الہامات کے مطالعہ سے جو ۱۸۹۴ء میں ہوئے تھے۔ اور میرا عموماً یہ طریق ہے کہ جس سال میں داخل ہوتا ہوں اس سال کے الہامات پر خصوصیت سے نظر ڈالتا ہوں اور میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ اپنی برکتوں میں بھی اور نشانات میں بھی کئی رنگ میں دہرایا جا رہا ہے اور بعض دفعہ تو سال بدلتا ہے تو یوں لگتا ہے ایک ورق الٹ گیا ہے اب اگلے ورق کی باتیں شروع ہو گئی ہیں پس اس پہلو سے جب میں نے مطالعہ کیا تو اس سال کے الہامات میں نہ صرف اجازت تھی بلکہ حکم تھا کہ اب ان لوگوں پر جو سربراہ ہیں ظلم کے ان پہ بے شک دعا کریں "اللھم مزقھم کل ممزق و سحقھم تسحیقا" اور پھر قبولیت کے رنگ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ تو میں نے یہ بتایا تھا جماعت کو کہ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ ساری قوم کے لئے بد دعا کی جائے۔ جو قوم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب ہوتی ہے اس پر کسی کو بد دعا کا حوصلہ نہیں ہو سکتا خواہ وہ کیسا ہی ظلم کرنے والی ہو۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی مضمون کو بیان فرماتے ہوئے فرمایا:

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگہدار
کآخر کنند دعویٰ حب پیمبرم

اے دل تو ان لوگوں کا لحاظ کر کہ آخر میرے آقا محمد رسول اللہ کی محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں۔ پس اس بد دعا کی اجازت کو میں نے مخصوص کر دیا تھا اور اس میں یہ دلیل قائم کی تھی کہ قوم کی ہمدردی بعض دفعہ قوم کو نقصان پہنچانے والوں کے لئے بد دعا کی صورت میں بھی ظاہر ہوتی ہے۔ وہ لوگ جو مسلسل قوم کی ہلاکت کے سامان کر رہے ہیں جن کے ہوتے ہوئے نحوستیں ہی نحوستیں پھیل رہی ہیں، جن کے ہوتے ہوئے شر بڑھ رہے ہیں اور خباثتیں عام ہو گئی ہیں جن کے ہوتے ہوئے غیرت اٹھتی چلی جا رہی ہے اگر ان پہ بد دعا کی جائے تو یہ بھی درحقیقت جذبہ رحم ہی سے پھوٹنی چاہئے۔ قوم پر رحم ان کے لئے بد دعا کا تقاضا کرتا ہے۔ پس اپنے دل کو ٹٹول کر، اپنی نیتوں کو صاف ستھرا کر کے وہ کام کریں جو انبیاء کی سنت کے مطابق ہوں۔ اور الہامات میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ان کے اشارے پائے جاتے ہوں یا بعض دفعہ صریحاً ان کی ہدایت پائی جاتی ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا انتظار کریں وہ ضرور ظاہر ہو گی۔

پس تبلیغ کے جس دور میں ہم داخل ہوئے ہیں یہاں خصوصیت سے صبر کی ضرورت ہے اور صبر کے بغیر کوئی تبلیغ کامیاب ہو ہی نہیں سکتی۔ اللہ کا نام قرآن میں صبور اس لئے نہیں ہے کہ اس میں بعض دفعہ بے اختیاریاں، مجبوریاں، ناقابل رحم حالت کا ہونا یہ مضامین اتنا زیادہ پائے جاتے ہیں کہ لوگوں کے لئے غلط فہمی کا امکان تھا مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے قرآن ہی سے استنباط کرتے ہوئے آپ کا ایک نام صبور ضرور بیان فرمایا ہے اس حوالے سے ہمیں صبور بننا ہو گا۔ اور وہ صبور بننا طاقت کے باوجود صبر دکھانا ہے کمزوری کا صبر نہیں ہے اور اس پہلو سے جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر مظلوم ہوں، مجبور ہوں، بے اختیار ہوں اور کہیں کہ ہم صبر کر رہے ہیں تو یہ صبر، صبر تو ہو گا مگر بے حقیقت اور بے معنی، ایک کمزوری کا نشان ہے۔ صبر وہ ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ ہمارے گناہوں پر صبر کرتا ہے، ہمیں پکڑنے کی طاقت رکھتا ہے لیکن رک جاتا ہے۔ ان معنوں میں وہ صبور ہے۔ پس جب کبھی یہ لوگ بعض اقلیتیں بن جائیں گے اور بن رہے ہیں جب بھی یہ مخالف آپ کے رحم و کرم پر ہوں اس وقت ان سے حسن سلوک کرنا اور انتقامی کارروائی نہ کرنا یہ آپ کے صبر کی دلیل ہو گا۔ اگر مغلوب ہوں، کمزور ہوں اور کچھ نہ کر سکیں اور طاقت حاصل کرتے ہی بدلے لینے شروع

کردیں تو ثابت ہوا کہ پہلے بزدلی تھی، نامرادی کی سی حالت تھی ورنہ دل تو یہی چاہتا تھا کہ ہم خوب بدلے لیں۔ اس لئے بعض دفعہ فتح کے بعد، فتح سے پہلے کے حالات آزمائے جاتے ہیں۔ فتح سے پہلے کی اندرونی حالتیں کھل کر فتح کے بعد سامنے آجاتی ہیں۔

> آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت میں غصے کا کوئی عنصر نہیں ہوتا تھا۔ ہمیشہ رحمت اور شفقت کے ساتھ نصیحت کیا کرتے تھے اور رحمت اور شفقت کی نصیحت ہی ہے جو کامیاب ہوا کرتی ہے۔

یہی وہ مضمون ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے خلافت کے منصب سے کچھ پہلے ایک رؤیا کی صورت میں دکھایا اور سمجھا دیا اسی کے لئے تیار کرنا تھا۔ وہ پہلے جلسہ سالانہ پر ہی میں نے یہ رؤیا بیان کی تھی مگر اس مضمون سے چونکہ تعلق ہے اس لئے میں دوبارہ آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ ایک مجلس میں احمدی اور غیر احمدی علماء کے درمیان مناظرہ ہو رہا ہے، گفتگو ہو رہی ہے اور میں بھی اس میں شامل ہوں لیکن کچھ بلکا پھلکا سا خاموش سا ہوں، کھل کر نمایاں اس میں حصہ نہیں لے رہا۔ لیکن اور علماء موجود ہیں گفتگو ہو رہی ہے یہاں تک کہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ دلائل کے لحاظ سے مغلوب ہو چکے ہیں۔ جب وہ مغلوب ہو جاتے ہیں تو ان میں سے ایک شخص اٹھ کر یہ سوال اٹھاتا ہے کہ دیکھو ہمارے لئے تو تمہارے ساتھ شامل ہونے کی، تمہیں قبول کرنے کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہی۔ ہم نے اتنے ظلم کئے ہیں تمہارے اوپر، ایسی ایسی زیادتیاں کی ہیں کہ اگر ہماری تائید کے نتیجے میں تم غالب آگئے تو تم ہمیں کچل دو گے ہم سے سب بدلے لو گے اس لئے ہم نے اپنے لئے ہدایت پانے کی کوئی راہ ہی باقی نہیں چھوڑی، اب ہم ڈرتے ہیں کہ تم غالب آگئے تو ہم سے انتقام لو گے۔ اس وقت میں پہلے جو حصہ تھا وہ مجھے اب تفصیل سے یاد نہیں کن معنوں میں تھا لیکن ایسا نظر آتا تھا ایک دم جوش سے اٹھ کھڑا ہوتا ہوں اور میں ان سے کہتا ہوں۔ یہ عجیب فقرہ زبان سے جاری ہوتا ہے کہ ہم لجنہ اماء اللہ کے ان تیروں میں سے ہوں جنہیں ایک خاص وقت کے لئے بچا کر رکھا جاتا ہے مگر بعض دفعہ وہ وقت اندازے سے پہلے آجاتا ہے۔ پس اب وہ وقت آچکا ہے کہ یہ تیرا استعمال ہو۔ وہ مقابلہ ہے چونکہ اس لئے محاورہ تیر کا چل رہا ہے۔ میں کہتا ہوں میں آپ کو جواب دیتا ہوں کہ آپ نے جو ہم پر مظالم کئے ہم سے آپ کو کچھ خطرہ نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں دیکھو ایک عاشق مسلسل معشوق کے ہاتھوں ستایا جاتا ہے، اور معشوق اس پر طرح طرح سے مظالم کرتا ہے لیکن جب وہ معشوق پر غالب آجاتا ہے تو اس سے معافیاں مانگتا ہے، اس کے پاؤں دھوتا ہے اور اس کے پاؤں چومتا ہے اور کہتا ہے مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہو، کوئی میری کے نتیجے میں بات ایسی ہو گئی ہو جس سے تمہاری دل آزاری ہو تو مجھے معاف کر دو۔ عاشق انتقام لیکر اپنے معشوق سے اپنے غلبے کو نہیں مناتا اور بچھ اس کے قدموں میں جا گرتا ہے۔ پس تم شوق سے آؤ اور احمدیت قبول کرو تم دیکھو گے کہ ہمارا یہی حال ہوگا ہم تم سے اپنی کوتاہیوں کی معافیاں مانگیں گے اور تمہارا استقبال کریں گے جیسے ایک عاشق معشوق کا استقبال کرتا ہے۔

پس یہی وہ مضمون ہے جو درحقیقت اب عملاً جاری ہو چکا ہے۔

> اگر صبر کرنے والے کے دل سے ایسی بددعا نکلے جو مومن کی شایان شان ہو۔ جو انبیاء کی سنت کے مطابق ہو، اس میں اذن الٰہی شامل ہو تو وہ بددعا دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے ایک حیرت انگیز کام دکھاتی ہے۔

اس میں نصیحت بھی تھی اور پیش گوئی بھی تھی۔ پیش گوئی کے یہ معنے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل اور رحمت سے میرے دور میں وہ اس خواب کی تعبیر اس طرح ظاہر فرمائے گا کہ جہاں بڑی بڑی شدید مخالفتیں تھیں ان پر ہمیں غلبہ عطا کرے گا اور غلبہ رحمت اور محبت اور عشق کے نتیجے میں عطا کرے گا اور اسی غلبے کے بعد ہمیں متکبر نہیں ہونے دے گا بلکہ اور بھی زیادہ ہم عاجزی کے ساتھ گر جائیں گے اور جن لوگوں پر ہمیں فتح نصیب ہوگی ان کی پہلے سے بڑھ کر خدمت کریں گے۔ پس یہی ہے صبر اور رحمت کا مضمون۔ صبر سے اس کام کو کرتے چلے جاؤ لیکن انتقام کا کوئی جذبہ اپنے دل میں آنے نہ دو رحم کی خاطر، محبت اور پیار کی خاطر اگر تبلیغ کرو گے تو لازماً اس میں کامیابی نصیب ہوگی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ولقد کذبت رسل من قبلک فصبروا علی ما کذبوا واوذوا حتی اتٰھم نصرنا ولا مبدل لکلمٰت اللہ ولقد جآءک من نبای المرسلین۔ (سورہ الانعام آیت ۳۵) کہ یقیناً رسولوں کو تجھ سے پہلے بھی جھٹلا دیا گیا "فصبروا" تو انہوں نے اس جھٹلانے کے نتیجے میں صبر کیا "علیٰ ما کذبوا" اس بات پر جس پر ان کو جھٹلایا گیا۔ اس تکلیف پر کہ جس پر انہیں جھٹلایا گیا۔ "واوذوا" اور وہ بہت دکھ دیئے گئے "حتی اتٰھم نصرنا" یہاں تک کہ ان تک ہماری نصرت آگئی، ہماری مدد ان تک آپہنچی۔ تو صبر کا دوسرا تعلق خدا کی خاطر دکھ برداشت کرنے سے ہے جس کے نتیجے میں آسمان سے غیر معمولی نصرت کی تائید اترتی ہے۔

ایک پہلو میں نے بیان کیا ہے اگر صبر کرنے والے کے دل سے ایسی بددعا نکلے جو مومن کی شایان شان ہو، جو انبیاء کی سنت کے مطابق ہو، اس میں اذن الٰہی شامل ہو تو وہ بددعا دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے ایک حیرت انگیز کام دکھاتی ہے۔ "کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو" والا جو مضمون ہے اس میں یہی مضمون تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ تو پہلی مثال میں نے آپ کو دی جو ہم بددعا کرتے ہیں، اس کی جڑ بھی دراصل آخری صورت میں رحم پر ہے اور ایک محدود طبقے کے لئے کرتے ہیں اور اس میں میں آپ کو یاد دہانی کراتا ہوں کہ دعا کرنے میں بھی صبر ضروری ہے، صبر سے کرتے چلے جائیں اور جلدی نہ کریں۔ جب بھی خدا چاہے گا وہ دعا آپ کی ضرور قبول ہوگی اور وہ جو دشمنی اور ظلم اور سفاکی میں نہ صرف خود بہت آگے بڑھ گئے ہیں بلکہ ساری قوم کو ظالم بنا رہے ہیں اللہ کی تقدیر ضرور ان کو پکڑے گی، اس میں تو کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ لیکن زیادہ توجہ رحمت والی اسی دعا کی طرف کریں جس کے نتیجے میں قوم میں حیرت انگیز پاک تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ اور اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ یہ سمجھا رہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مخاطب فرماتے ہوئے کہ دیکھ تجھ سے پہلے بھی تو بہت سے رسول تھے جنہیں جھٹلا دیا گیا اور جس طرح جھٹلائے گئے، وہ جس جس طریق پر جھٹلائے گئے انہوں نے ان پر صبر کیا اور بہت دکھ دیئے گئے لیکن صبر نہیں توڑا

साप्ताहिक 'बद्र'

क़ादियान [पंजाब]

सम्पादक :-
मुनीर अहमद ख़ादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम खान
क़ुरैशी मुहम्मद फ़ज़लुल्लाह

वर्ष 2 हिन्दी भाग | 19 अक्तूबर, 1995 | अंक 44

पवित्र .क़ुर्आन

सृष्टि पर सोच विचार करना

निस्सन्देह आसमानों तथा ज़मीन की सृष्टि में और रात-दिन के आगे-पीछे आने में बुद्धिमानों के लिए अनेक निशान है। (वे बुद्धिमान) जो खड़े और बैठे तथा अपने पहलुओं पर लेटे अल्लाह को याद करते रहते हैं और आसमानों तथा ज़मीन की सृष्टि के बारे में सोच-विचार से काम लेते हैं (तथा कहते हैं कि) हे हमारे रब्ब ! तूने यह (संसार) व्यर्थ पैदा नहीं किया । तू (ऐसे निरुद्देश्य काम करने से) पवित्र है । अतः तू हमें (नरक की) आग के अज़ाब से बचा (और हमारे जीवन को भी निरुद्देश्य बनने से बचा)।

हे हमारे रब्ब ! जिसे तू (नरक की) आग में डालेगा, निस्सन्देह उसे तूने अपमानित कर दिया तथा अत्याचारियों का कोई भी सहायक नहीं होगा ।

(अलबकर 198-200)

हदीस शरीफ

बुराई से रोको

हज़रत मुहम्मद मुस्तफा सल्लल्लाहो अलैहिवसल्लम फर्माते है :

"तुम में से जो व्यक्ति कोई बुराई देख तो उसे हाथ से रोके और अगर हाथ से रोकने की ताक़त न रखता हो तो ज़बान से रोके और यदि इसकी भी वह क्षमता न रखता हो तो दिल से उसे बुरा समझे"

(मुस्लिम)

मलफ़ूज़ात

कोई बीमारी बे इलाज नहीं है

मिर्ज़ा गुलाम अहमद मसीह मौऊद अलैहिस्सलाम फर्माते हैं कि

"मेरा धर्म यह है कि कोई बीमारी वे ईलाज नही हर एक बीमारी का इलाज हो सकता है जिस बीमारी को वैद्य-वे इलाज कहता है इस से इसका अर्थ यह है कि वैद्य को इसके इलाज के बारह में ज्ञान नहीं है। हमारे तजरबे में यह बात आ चुकी है कि बहुत सी बीमारियों को वैद्यों तथा डाक्टरों ने वे इलाज कहा है परन्तु अल्लाह ताला ने इस से बचने के लिये कोई न कोई रास्ता निकाल दिया । कई बीमार बिल्कुल निराश हो जाते हैं यह गल्ती है खुदा ताला की रहमत (परोउपकार) से कभी निराश नहीं होना चाहिए इसी के हाथ में सब शिफ़ा (स्वास्थ्य) है।

(मलफ़ूज़ात जिल्द 9 सफा 6)

सामूहिक सिविल कोड की पुकार

और

हकीक़त पसन्दाना जायज़ा

(भाग-2)

गत वार्तालाप में हमने हिन्दू मैरिज एक्ट के हवाले से यह बात सिद्ध की थी कि हिन्दू मैरिज एक्ट 1995 की कई धाराएं पवित्र क़ुरान मजीद के सुनहरे नियमों से ली गयी हैं। इसलिए आज का हिन्दू मैरिज एक्ट वास्तव में इस्लाम का ही एहसानमन्द है। अन्यथा इसका मूल ढांचा जो हिन्दू पवित्र पुस्तक की रोशनी में था आज पूर्णतः रूपान्तरित हो चुका है। इस्लाम ने हिन्दू मैरिज एक्ट में न सिर्फ सुधार करके हिन्दू सोसाइटी का उद्धार किया है बल्कि हिन्दू स्त्री और तमाम ऐसी स्त्रियों पर जो हिन्दू ला के अन्तर्गत आती हैं, बहुत बड़ा उपकार किया है। जिनमें बौद्ध जैनी सिक्ख इत्यादि भी शामिल हैं।

हिन्दू पवित्र पुस्तकों में कई प्रकार की शादियों का वर्णन किया गया जिनमें से एक राक्षस शादी भी है । जिसका अर्थ ये है कि लड़की को उसकी इच्छा के बिना ही उसे उसके घर से अपहरण कर ले जाना और फिर शादी रचाना। और इस सन्दर्भ में खास तौर पर क्षत्रियों को उत्तेजित किया गया है कि बहादुरी के काम उनके जिम्मे हैं इसलिए वह राक्षस शादी को अपनाये (देखो मनुसमृति अध्याय न० 3 मंत्र न० 24 प्रकाशक रन्धीर प्रकाश हरिद्वार (U.P)

इसलिए आज भी हिन्दुस्तान के कई इलाकों में लड़की को जबरदस्ती घर से उठाकर ले जाया जाता है। और बाद में मां बाप मजबूर होकर अपनी लड़की की शादी उसी से कर देते है। जो उनकी लड़की को भगा कर ले जाता है।

इसी तरह कई इलाकों में आज भी कई भाई एक ही लड़की से शादी करते है। लेकिन पढ़े-लिखे और बुद्धि जीवी वर्ग के हिन्दू शादी के इन रीति रिवाजो को पसन्द नहीं करते । बल्कि उसी स्वाभाविक शादी को पसन्द करते हैं । जो इस्लाम ने सिखायी है । जिसकी कई धाराये आज हिन्दू मैरिज एक्ट में शामिल हैं। ये तो थी विवाह की बात-

इसके अतिरिक्त हिन्दू ला में और भी बहुत से ऐसे कानून है जो क़ुरान के विधान से लिये गये हैं । उदाहरणार्थ हिन्दू पवित्र पुस्तक की रोशनी में पिता की मृत्यु के बाद बची हुई पैतृक सम्पत्ति पर पूर्णत अधिकार सिर्फ उसके लड़कों को ही मिलता है बल्कि मनुस्मृति के अनुसार तो पैतृक सम्पत्ति का असली अधिकारी बड़ा लड़का ही होता है।
((मनुस्मृति अध्याय 9 मन्त 105-106 रणधीर प्रकांशन हीरद्वार)

इसलिए शादी के बाद उत्सुकता से पुत्र प्राप्ति की प्रतीक्षा की जाती है। और उसको परिवार की जायदाद का वारिस समझा जाता है और उसके नाज-नखरे सहे जाते है। ★

★ इसके अलावा इस्लाम से पूर्व जहालत के समय के अरबवासियों की तरह लड़कियों को खानदान के लिए एक बोझ और नग्न समझा जाता है। लड़की की पैदाइश पर नाक भौह चढ़ाये जाते है। यहाँ तक कि कभी कभी लड़की को जन्म देने वाली मां को भी बदले की भावनाओं का निशाना बनाया जाता है।

लेकिन इस्लाम ने लड़का और लड़की प्रत्येक को बराबर के अधिकार दिये हैं। और बची हुई पैतृक सम्पत्ति के वितरण मे भी लड़कियों का हिस्सा रखा है। और इसी के आधार पर आज Hindu Succession Act 1955 में भी लड़कियों को पैतृक सम्पत्ति में अधिकारिणी ठहराया गया है।

ये अलग तथ्य हैं कि इस्लाम की पुरहिक्मत शिक्षा को नज़र अन्दाज करके लड़कों और लड़कियों को बराबर के अधिकारी ठहराया है लेकिन इस्लाम ने अपनी पुरहिक्मत शक्षा से लड़के को दो गुणा और लड़की को एक गुणा अधिकार दिया है क्योंकि लड़के के जिम्मे घर के काम-काज का इन्तजाम करना और उन्हें चलाना भी होता है और दूसरी तरफ लड़की को अपने पति से "महर" और दूसरे अधिकार भी मिल जाते हैं। और शादी से पूर्व पिता और शादी के बाद पति उसके तमाम खर्च और रोटी कपड़ा और मकान का जिम्मेदार होता है।

ये सच है कि "हिन्दू ला" ने अपने बहुत से नियम इस्लामी विधान से लिये हैं। लेकिन इस्लामी (हिकमत और फिलासफी) को समझा नहीं गया। इसलिए अधिकार हिन्दू कानून नज़्म-वज़बात और तरतीब बरव्त हमें शान्ति-नियन्त्रण और क्रमिक सम्पर्क के नियमो से खाली प्रतीत होते है और कई अवसरों पर अनोखी और चिंताजनक विपत्तियो के दलदल में फंसे हुए नज़र आते हैं। मानो कि परेशान दिमाग ने सुधार के लिए इधर उधर की बातों को इकटठा करने की कोशिश की हो कारण यह है कि इस्लामी संविधान से लाभ तो उठाया गया परन्तु खुल कर उसका अत्यदा प्रकट करना उचित नहीं समझा गया। इसलिए हमें "हिन्दू ला" में इस्लामी मौलिक अधिकार (अनासर) की मौजूदगी के बावजूद इस्लामी फिलासफी व विवेक का अभाव दिखायी देता है। इसकी मिसाल ऐसी है जसे कि बनावटी फूल को कितना ही खूबसूरत और प्राकृतिक बनाने की कोशिश की जाय लेकिन असली ताज़गी और पूर्ण सुगंध और ठंडक भला उसमें कहां से भरी जा सकती है। बातें तो बहुत सी हैं लेकिन इतनी ही वार्तालाप से पाठकों ने अन्दाजा लगा लिया होगा। कि अब तक के इस वार्तालाप में हिन्दू विधान ने मुस्लिम विधान का सहारा लिया है। या मुस्लिम विधान ने हिन्दू विधान का सच तो यह है कि समय-समय पर हिन्दू विधान में काट-छांट हुई है। और उन्हें मुस्लिम विधान का सहारा लेना पड़ा है। इसलिए भविष्य में सामूहिक सिविल कोड़ का तात्पर्य ये होगा कि हिन्दू विधान को मुस्लिम विधान के अनुसार बना दिया जाय। पिछली तारीख के नियमों की रोशनी में सामूहिक सिविल कोड की स्थिरता का यही एक जरिया मालूम होता है।

जहां तक एक से अधिक पत्नियों के रखने या अधिक विवाह करने का संबन्ध है। तो यह बात पूर्णत: निःसंदेह और निश्चित है

कि मनुष्य के जीवन काल में कुछ ऐसी परिस्थितियां आ जाती हैं। कि वह एक से अधिक शादियां करने पर मजबूर हो जाता है। और उस समय ये स्वभाविक इच्छा मनुष्य की जरुरत बन जाती है। इसके उदाहरण में उस औरत को पेश किया जा सकता है जो बांझ हो या हमेशा बीमार रहती हो या खतरनाक बीमारी से पीड़ित हो तो क्या ऐसी अवस्था में उस बेबस औरत को धक्का मार कर घर से बाहर निकाल दिया जाय या मर्द अपनी स्वाभाविक इच्छाओं को दफ़न कर दे और शादी होने के बावजूद भी जिन्दगी भर कुंवारा बना रहे या बलात्कार का तरीका अपनाऐ।

ऐसा हरगिज नहीं बल्कि मनुष्य को अधिकार दिया गया है कि वह इन मजबूरियों के अलावा और भी बहुत ही मजबूरियां आने पर भी वह अपनी स्वाभाविक इच्छाओं को पूरा करे लेकिन उसके लिए एक जरुरी शर्त यह है कि एक से अधिक पत्नियों के मध्य पूर्णतः न्याय को प्राथामिकता दे। और अगर उनके मध्य न्याय नहीं कर सकता तो फिर हरगिज उस को दूसरी करने की आज्ञा नहीं हैं। (अलनिसा 4)

इन व्यक्तिगत आवश्यकताओं के अलावा कई बार एक से अधिक औरतों से शादी करने की राष्ट्रीय आवश्यकता भी सामने आ जाती है अगर कही पर भीषण युद्ध हो जाय और अधिकतर पुरुष ही मारे जाये। तो ऐसी दशा में विधवाओं के साथ शादी करना और उसके अनाथ बच्चों की सही निगरानी करना निःसंदेह सोसाइटी के लिए पवित्रता और सतीत्व की स्थिरता का कारण और खुदा को खुश करने वाली होगी।

अतः एक से अधिक शादियों की इस्लामी आज्ञा अत्यन्त पवित्र और स्वभाविक आज्ञा है। जिससे व्यक्तिगत और सामाजिक स्वाभाविक इच्छाये पूरी होती है। फिर अगर ये एक स्वाभाविक इच्छा है। और इस्लाम ने इसे नजर अन्दाज नहीं किया तो फिर क्यों न इसे अपनाया जाय। दूसरी तरफ आश्चर्यजनक बात ने यह है कि हिन्दू धर्म में एक से अधिक पत्नी रखने से रोका गया है। मगर पुत्रप्राप्ति के लिए वेद के अनुसार नियोग नाम की ऐसी घिनावनी रीति का सहारा लिया गया है।

जिसका नाम लेने से उसी सम्प्रदाय के लोग भी शरमाते हैं। (सत्यार्थ प्रकाश लेखक पंडित दयानन्द सरस्वती) आज हिन्दू भी महसूस करते हैं कि इसका हल नियोग नहीं बल्कि इस्लामी कानून अर्थात (एक से अधिक शादियां करना ही) है। इस एतबार से चाहिये तो यह कि बजाए इस्लामी कानून एक से अधिक विवाह करने पर एतराज़ के यदि यह वास्तविक और स्वभाविक इन्सानी जरुरत है और अधिकतर हिन्दू भी इसको अपना रहे है तो इसे कानूनी शक्ल देने में हरज ही क्या है।

सरकारी सतह पर 1975 ई० में भारत में सवैधानिक हालत व हैसियत पर एक कमेटी की रिपोट में ब्यान किया गया है। कि एक से अधिक शादियां करने में हिन्दू मुसलमानों से बहुत आगे है।

रिपोर्ट के अनुसार 1931-41 की जनगणना में एक से अधिक शादी करने वाले हिन्दुओं का औसत 6.8% (प्रतिशत) था। और मुसलमानों का 1:3% और 1941-51 की जनगणना के अनुसार हिन्दूओं में ये औसत 7.2% हो गया जबकि मुसलमानों का औसत 7% था। 1951-61 ई० की जनगणना के अनुसार एक से अधिक शादियां करने वालो का हिन्दुओं में 5,1% और मुसलमानों में 4 3% था।

(आजाद हिन्द कलकत्ता 15 जून 1993 ई०)

इन हालात की रोशनी में इस समस्या का वास्तविक हल यही है कि "हिन्दू ला" पहले की तरह आज भी "मुस्लिम ला" से इस मामले में सहयोग ले। जिस तरह माज़ी (भूतकाल) में तलाक, शादी, विधवा-विवाह और बाल विवाह के समाप्त करने के सम्बन्ध में सहयोग लिया था। आज वास्तविक आवश्यकताओं को देखते हुए इस्लाम के इस नियम को (एक से अधिक शादी 'हिन्दू ला' में शामिल कर लिया जाय। जैसे कि गुजरे हुए जमाने में हिन्दुओं ने कुरान मजीद के नियमों को अपनाने में कोई हिचकिचाहट या शर्म महसूस नही की थी।

(मुनीर अहमद ख़ादिम) (शेष फिर)

प्रिन्टर व पब्लिशर मुनीर अहमद हाफिजाबादी बब्बल प्रिंटिंग प्रैस कादियां फोन 20121

"حتیٰ اتٰھم نصرنا" یہاں تک کہ ہماری مدد ان تک آ پہنچی۔ آسمان سے جب نصرت آنے کا وقت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شان سے بھیجتا ہے کہ اچانک فتح ہی فتح ہو جاتی ہے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کایا پلٹ گئی ہو۔ تو وہ وقت بھی لازماً آئے گا۔ بعض ممالک میں ہو رہا ہے اور حیرت انگیز روحانی انقلاب برپا ہو رہے ہیں لیکن پاکستان کے حوالے سے میں بتا رہا ہوں کہ یہاں بھی یہ ہو کر رہے گا۔ جو چاہیں یہ علماء کر لیں جو زور لگانا ہے لگا لیں جس طرح چاہیں روکیں ڈالنے کی کوشش کریں ہر روک ان کی خس و خاشاک کی طرح اُڑا دی جائے گی۔ کوئی بس نہیں چلے گا یہ خود پکڑے جائیں گے اور عبرت کا نشان بنیں گے اور قوم کی اکثریت انشاء اللہ تعالیٰ ہدایت پائے گی۔ لیکن ابھی دکھ اور صبر کے کچھ اور دن ہمیں دیکھنے ہیں اس لئے دکھ کو صبر کے ساتھ برداشت کرتے چلے جائیں اور یاد رکھیں کہ یہ سنت اللہ ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں۔ یہ فرمانے کے بعد کہ دیکھ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے پہلے بھی لوگوں کو، انبیاء کو جھٹلایا گیا انہوں نے صبر کیا اور دکھ دیئے گئے یہاں تک کہ ہماری مدد آئی۔ فرماتا ہے "ولا مبدل لکلمت اللّٰہ" یہ کوئی ٹلنے والی بات نہیں ہے۔ جس نصرت کی ہم بات کر رہے ہیں اس کو کوئی دنیا کی چیز تبدیل نہیں کر سکتی۔ "ولقد جاءک من نبای المرسلین" اور تیرے پاس مرسلین کی خبریں آ چکی ہیں، تو جانتا ہے کہ ایسا ہی ہوا کرتا ہے پس اب بھی ایسا ہی ہوگا۔

جو چاہیں یہ علماء کر لیں جو زور لگانا ہے لگا لیں جس طرح چاہیں روکیں ڈالنے کی کوشش کریں ہر روک ان کی خس و خاشاک کی طرح اُڑا دی جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی جس زور کے ساتھ جھٹلایا گیا ہے جس ظلم اور سفاکی کے ساتھ جھٹلایا گیا ہے، تمام انبیاء کی تاریخ میں شاذ ہی آپ کو کوئی دکھا سکے جس کو اس طرح ظلم اور سفاکی کے ساتھ جھٹلایا گیا ہو۔ نوح کی قوم کی ایک مثال ہے لیکن اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا تھا۔ یہاں مشکل یہ ہے کہ اس قوم کو ہم بچانا چاہتے ہیں اور اس قوم کے ظالموں کو مٹانا چاہتے ہیں۔ پس ایک طرف بد دعا خارج دائرے میں اللہ کی رضا کے تابع رہتے ہوئے ضروری ہے دوسری طرف صبر ضروری ہے عام قوم کو بچانے کے لئے اور ان پر رحم کی خاطر۔ اگر ایسا ہوگا تو جیسا کہ میں نے آیت سے اس حصے پر زور دیا ہے "لا مبدل لکلمٰت اللّٰہ" ہماری نصرت اور فتح میں ایک ذرہ کی بھی شک کی گنجائش نہیں، یہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام تبدیل نہیں ہوا کرتا۔

صبر کے ساتھ ایک اور مضمون کو بھی باندھا گیا ہے فرمایا "یا یھا الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ" اب صلوٰۃ پیچھے نہیں رکھا حالانکہ صلوٰۃ بنیادی چیز ہے۔ فرمایا ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو مدد مانگو صبر کے ساتھ اور صلوٰۃ کے ساتھ۔ صبر ایک جاری چیز ہے جب انسان دکھوں کی حالت میں صبر کرتا ہے تو اس کا دن بھی صبر میں کٹتا ہے اس کی رات بھی صبر میں کٹتی ہے ہر لمحہ بے چین ہوتا ہے ہر لمحے صبر کی آزمائش ہوتی ہے اور صلوٰۃ کے لئے کھڑے ہونے کا وقت تو کبھی کبھی آتا ہے۔ تو فرمایا کہ نماز کا انتظار نہ کیا کرو صبر کی حالت میں دعائیں مانگتے رہو اور پھر جب نماز کا وقت آئے تو خصوصیت کے ساتھ نمازیں کھڑے ہو کر سجدہ ریز ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو اور صبر کرنے والوں کی یہ دعائیں رائیگاں نہیں جاتیں۔ پس ایک ضمنی فائدہ اس سے یہ بھی حاصل ہوا کہ اگر آپ صبر کرتے رہیں اور عبادت نہ کر رہے ہوں، صبر ہی کرتے رہیں اور آپ کا

خدا سے کوئی ذاتی تعلق ہی قائم نہ ہو تو یہ صبر رائیگاں جائے گا۔ کئی لوگ ہیں جو مصیبتوں میں ڈالے جاتے ہیں۔ لیکن ان مصیبتوں کے نتیجے میں اللہ سے تعلق قائم نہیں کرتے۔ وہ صبر کسی فائدے کا نہیں، کبھی نتیجہ خیز نہیں ہوتا بلکہ ویسے صبر کرنے والے بسا اوقات صفحہ ہستی سے مٹا دیئے جاتے ہیں۔ کوئی ان کا مددگار نہیں ہوتا، کوئی ان کی استعانت کرنے والا نہیں ہوتا۔ پس اللہ فرماتا ہے کہ ایمان لانے والو صبر کے ساتھ استعانت کرتے رہو یعنی اللہ سے مدد مانگتے رہو، اعانت مانگتے رہو اللہ کی۔ اس کا مطلب "استعینوا" "والصلوٰۃ" اور نماز نہیں بھولنی۔ عبادت کا قبولیت دعا سے اور تعلق باللہ سے گہرا تعلق ہے۔ پس جماعت احمدیہ کو جہاں جہاں خصوصیت سے وہ دردناک حالات سے گزر رہی ہے اور صبر کر رہی ہے یاد رکھنا چاہیئے کہ عبادت لازم ہے اور ہمیں اپنے عبادت کے معیار کو لازماً اونچا کرنا ہوگا۔

جماعت احمدیہ کو جہاں جہاں خصوصیت سے وہ دردناک حالات سے گزر رہی ہے اور صبر کر رہی ہے یاد رکھنا چاہیئے کہ عبادت لازم ہے اور ہمیں اپنے عبادت کے معیار کو لازماً اونچا کرنا ہوگا۔

جنگ بدر کے وقت جو مقبول دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے کی وہ عبادت ہی کے حوالے سے تھی۔ آپ نے عرض کیا کہ اے خدا اگر اس میدان میں ہم مارے گئے تو پھر تیری دنیا میں کبھی عبادت نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ وہ سب سے بڑا عبد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جنہوں نے خود عبادت کے گر سکھائے تھے۔ تیری عبادت کرنے والوں کا خلاصہ تیار ہوا ہے جو انسانیت کا معراج ہے اگر یہ مٹ گیا تو پھر کون عبادت سکھائے گا ان کو اور کون عبادت کرے گا۔ یہ مضمون ہے۔ اور اتنی طاقتور دعا تھی کہ آناً فاناً جنگ کی کایا پلٹ گئی۔ پس "الصلوٰۃ" کا اس مقابلے سے تعلق ہے جو کمزور لوگوں کا طاقتور لوگوں سے ہو جاتا ہے اور وہاں صبر کا مضمون آتا ہے اور وہیں صلوٰۃ کی زیادہ ضرورت پیش آتی ہے۔ پس اپنی عبادت کے معیار کو بھی بلند کریں اور اپنے گھروں میں اپنے گرد و پیش خصوصیت کے ساتھ نماز قائم کرنے کی تلقین کریں کیونکہ مجھے یہ تاثر ہے کہ ابھی بہت سی جماعتوں میں نماز کی طرف سے غفلت ہے پڑھتے تو ہیں لیکن جس طرح نماز کے قیام کا حق ہے کہ پورے انہماک کے ساتھ جد و جہد کے ساتھ، جذبے کے ساتھ لگن کے ساتھ خود بھی نماز پڑھنے والے ہوں، اپنے گرد و پیش میں بھی نماز کی تلقین کر رہے ہوں، اپنے گھر والوں کو بھی نمازی بنا رہے ہوں یہ چیز اس شان سے نہیں پائی جاتی۔ اور ضرورت ہے کہ ہر گھر میں ہمارے نماز کو اہمیت دی جائے۔ اور اگر نماز کو اہمیت دیں گے تو پھر آپ کا صبر اور بھی زیادہ پھلدار بن جائے گا کیونکہ نماز کے ساتھ جب استعانت کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی نصرت ضرور نازل ہوگی۔

پھر صبر کا مضمون عبادت کے علاوہ عمل صالح سے بھی تعلق رکھتا ہے یعنی خالی صبر کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر ایک کمزور نکمے، بیکار، بد اخلاق آدمی نے صبر کر بھی لیا تو کیا صبر کیا وہ تو کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا محض ایک کمزوری اور ناچاری کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ جس صبر کی تلقین فرما رہا ہے اس مضمون کو کھولتا چلا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں اس کے پہلو کو بیان فرماتا ہے وہ کونسا صبر ہے جو طاقتور صبر ہے جس سے انقلاب برپا کر دیئے ہیں۔ کن لوگوں کا صبر ہے جو دنیا میں عظیم الشان انقلاب برپا کر دیا کرتا ہے۔ وہ لوگ جو اس طرح صبر کرتے ہیں

اس طرح صبر کرتے ہیں، اس طرح صبر کرتے ہیں۔ اور صلوٰۃ پر قائم فرمانے کے بعد صبر کرنے والوں کو پھر فرماتا ہے ان کے تمام اعمال بھی بہت اچھے ہو جاتے ہیں، بہت دلکش اعمال ہوتے ہیں لوگوں کی ان پر پیار سے نظریں پڑنے لگتی ہیں ان کے کردار سے لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ فرماتا ہے اُس قسم کے لوگ جو "فرح فخور" ہوں وہ مٹ جانے والے لوگ ہیں۔ مگر "الاّ الذین صبروا وعملوا الصّٰلحٰت" ہاں وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں اور نیک اعمال بجالاتے ہیں "اولٰئک لھم مغفرۃ واجر کبیر" ایسے صبر کرنے والوں کے لئے دو وعدے ہیں۔ ایک مغفرت، اور اعمال صالحہ کے تعلق میں مغفرت کا مضمون یہ بتاتا ہے کہ اعمال صالحہ کے ہوتے ہوئے بھی ممکن ہے اکثر کئی گناہوں میں ملوث ہو جاتے ہیں کئی کمزوریاں دکھا جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر صبر کے ساتھ اعمال صالحہ کرو یعنی اس میں صبر اور اعمال صالحہ کے مضمون میں کئی پہلو ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ صبر کرو اور اعمال صالحہ بجالاؤ یا صبر کے ساتھ اعمال صالحہ بجالاتے رہو۔ کوشش کرتے رہو کہ تم سے نیک باتیں ظاہر ہوں بدیاں ظاہر نہ ہوں۔ کوشش کرو کہ تم ایک پاک نمونہ دنیا کو دکھاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ یہ وعدہ فرماتا ہے کہ تم سے مغفرت کا سلوک فرمائے گا تمہاری جو کمزوریاں ہوں گی ان سے صرف نظر فرمائے گا اور انہیں معاف فرما دے گا اور تمہیں اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ یہاں بھی اجر عظیم اور مغفرت کو صبر ہی کے مضمون کے ساتھ باندھا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے یہ آیت سورۃ ہود کی بارہویں آیت تھی جو میں نے پڑھ کے سنائی ہے۔ اب سورۃ الاحقاف کی آیت ۳۶ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرمایا "فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل ولا تستعجل لھم کانھم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الاّ ساعۃ من نھار بلٰغ فھل یھلک الاّ القوم الفٰسقون" پس اے محمدؐ! جب میں کہتا ہوں تو مراد ہے اللہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا لیکن آیت میں نام مذکور نہیں ہوتا ضروری نہیں ہے مگر واضح ہوتا ہے قطعی طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہؐ ہی مخاطب ہیں۔ تو "فاصبر" جب کہتے ہیں تو مراد ہے اے رسول، اے محمدؐ! "فاصبر" پس صبر کر "کما صبر اولوا العزم من الرسل" ایسا صبر کر جیسا رسولوں میں سے اولوا العزم کیا کرتے تھے یعنی عام نبیوں والا صبر بھی نہیں تو رسولوں میں سے بھی صبر کے معیار میں کچھ بہت بلند تھے ان کو پیش نظر رکھ کیونکہ تو خاتم النبیین ہے تجھ سے تمام اخلاق میں بہترین کی توقع کی جاتی ہے پس صبر کر "کما صبر اولوا العزم من الرسل" رسولوں میں سے جو اولوالعزم تھے جیسا صبر انہوں نے کیا اس طرح صبر کر۔ "ولا تستعجل لھم" اور ان کے لئے جلدی نہ چاہ۔ کن کے لئے جلدی نہ چاہ۔ کفار کے لئے، ظلم کرنے والوں کے لئے، جن کے مقابل پر جن کی اذیتوں پر صبر کیا جا رہا ہے۔ اس میں ایک تو ظاہر معنی ہے کہ ان پہ بد دعا کے لئے جلدی نہ کر اور دوسرا ہے ان کا انجام دیکھنے میں جلدی نہ کر جب وقت آئے گا تو ان کا انجام ظاہر ہو جائے گا۔ عام طور پہ ترجمہ کرنے والے بد دعا ہی کی طرف جاتے ہیں مگر "تستعجل" میں ہر قسم کی بات شامل ہے۔ بعض دفعہ انسان فتح دیکھنے کے لئے بھی بے قراری دکھاتا ہے کہ کیوں دیر ہو رہی ہے جلد فتح کیوں نہیں آتی۔ چنانچہ اسی مضمون کو قرآن کریم نے دوسری جگہ بیان فرمایا کہ وہ کہتے ہیں "متیٰ نصر اللہ" وہ بھی تو جلدی کرتے ہیں کہ کہاں گئی اللہ کی نصرت کیوں نہیں آ رہی۔ تو فرمایا کہ اولوالعزم جو تھے انبیاء میں سے وہ نہ عذاب میں جلدی چاہا کرتے تھے نہ فتح کے لئے ایسی بے قراری دکھاتے تھے کہ صبح شام دیکھیں کہ کیوں ابھی فتح نہیں آئی۔ یہ اللہ کا کام ہے خدا کی رضا پہ راضی رہ اور جان لے کہ تیری بھی دعائیں ضرور اثر دکھائیں گی۔ تیری کوششیں ضرور بار آور ثابت ہوں گی۔ گھبرانے کی بات نہیں دعا کرتا چلا جا، کرتا چلا جا یہ اللہ کا کام ہے کہ جب چاہے گا اس کی سزا کی تقدیر ظاہر ہوگی۔ جب چاہے گا اس کی جزاء کی تقدیر ظاہر ہوگی اور یہ دونوں تقدیریں مومنوں کے حق میں ہوں گی۔

پس اس پہلو سے بھی ہمیں صبر کے مضمون میں یعنی انجام کے متعلق بھی صبر کی تلقین سکھلائی گئی ہے۔ فرمایا کہ تو اگر ان کا بد انجام چاہتا ہو اور جلدی کرے تو کیوں جلدی کرتا ہے۔ جب بد انجام آئے گا تو وہ لمبا زمانہ جو ان کو مہلت کا دیا گیا ہے وہ اس انجام کے سامنے ایسا دکھائی دے گا جیسے آناً فاناً گزر گیا تھا۔ تو جلدی کرنے میں حکمت بھی کوئی نہیں۔ جو پکڑے جانے والے ہیں جب پکڑے جاتے ہیں تو جس زمانے کو تو سمجھتا ہے کہ بہت لمبی اللہ نے مہلت دے دی ہے وہ تو یوں ان کو گزرتا ہوا دکھائی دیتا ہے جیسے تھا ہی نہیں۔ پس فرماتا ہے "کانھم یوم یرون ما یوعدون" یہاں عذاب والے پہلو کو خصوصیت سے بیان فرمایا گیا ہے، پس جب بھی خدا کے وعید کا وقت آئے گا "یوعدون" سے مراد جو ان کو وعید دیا جاتا ہے جس بات سے وہ ڈرائے جاتے ہیں جب وہ وقت آ جائے گا کیسے ہوں گے "لم یلبثوا الاّ ساعۃ من نھار" وہ یوں سمجھیں گے وہ یوں اپنے آپ کو پائیں گے گویا وہ دن کی ایک گھڑی سے زیادہ زندہ نہیں رہے یا امن کی حالت میں اور عیش و عشرت کی حالت میں تکبر کی حالت میں اور فخر کی حالت میں۔ گویا دن کی ایک ساعت سے زیادہ ان کو عرصہ نہیں ملا اور جو مزے کے زمانے ہیں جب وہ گزر جاتے ہیں تو وہ تھوڑے تھوڑے لمحے دکھائی دیتے ہیں۔ جو دکھ کے زمانے ہیں وہ بہت لمبے ہو جاتے ہیں اور ایک پل کا کٹنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ تو یہ مضمون ہے جو اس بات میں کھول دیا گیا کہ ان کو اگر خدا نے پکڑنا تھا اگر یہی تقدیر ہوئی خدا کی کہ وہ پکڑے جائیں تو تو دیکھے گا کہ ان کا ایک ایک پل ایک عذاب کا زمانہ بن جائے گا۔ اس قدر مصیبت میں مبتلا ہوں گے کہ ان سے وقت نہیں کٹے گا۔ اور جب وہ مڑ کر دیکھیں گے تو ان کے ماضی کے عیش و عشرت کے ایام یوں لگیں گے جیسے آناً فاناً ہاتھ سے نکل گئے تو پھر کس بات پہ جلدی کرتا ہے۔ اور وہ شخص جس کی تبلیغ کی بنیاد رحم پر ہو اس وعید کو پڑھنے کے بعد تو اس کا دل دہل جائے گا کہ میں کیوں ان کے انجام کی جلدی کیا کرتا تھا یہ تو بہت ہی قابل رحم حالت ہے۔ پس اس نقشے کو کھینچ کر اگر کوئی معمولی سا تردد بھی مومنوں کے دل میں باقی رہ گیا تھا تو اسے بھی دور فرما دیا گیا۔ فرمایا "فھل یھلک الاّ القوم الفٰسقون" یعنی جب خدا کے عذاب آتے ہیں تو بسا اوقات ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ قومی عذاب بن جاتے ہیں مگر وہاں ایسی صورت میں مومنوں کو بچایا جاتا ہے "فھل یھلک الاّ القوم الفٰسقون"۔ فاسقوں کے سوا اور کسی کو ہلاک نہیں کیا جاتا۔ یہ ایک عمومی دستور ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ حادثۃً کبھی کوئی مومن نقصان نہیں اٹھاتا۔ مگر قوم کا جب موازنہ قوم سے کیا جاتا ہے تو بلاشبہ مومن حیرت انگیز طور پر امن کی حالت میں رہتے ہیں، امن کے سائے تلے رہتے ہیں اور دشمن ہی ہے جو ہلاک کیا جاتا ہے۔

پھر صبر کے مضمون کو اور کھولتے ہوئے فرمایا "واصبر وما صبرک الاّ باللہ ولا تحزن علیھم ولا تک فی ضیق مما یمکرون" یہ سورۃ نحل آیت ۱۲۸ ہے۔ کہ تو صبر کر لیکن صبر اللہ کی خاطر کر "وما صبرک الاّ باللہ" محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صبر کی کیفیت بیان فرمائی گئی ہے۔ اس کا ایک معنی میرے دل میں کھلتا ہے جس پہ مجھے اطمینان ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اے محمدؐ صبر کر اور

تیرا صبر اللہ کے حوالے کے سوا ہے ہی نہیں۔ تمام تر تیرا صبر محض اللہ کی خاطر ہے "ولا تحزن علیھم" اور اس کے باوجود فرمایا ان پر غم نہ کر۔ اب یہاں بظاہر ایک تضاد دکھائی دیتا ہے۔ اللہ کہتا ہے غم نہ کر محمد رسول اللہ غم میں مبتلا ہیں کیا نعوذ باللہ من ذالک یہ بھی ایک نافرمانی کا انداز تھا ہرگز نہیں کیونکہ جہاں پیار کی نصیحت ہو وہاں حکم نہیں ہوا کرتا وہاں دلداری کا ایک انداز ہوا کرتا ہے۔ یہاں "لاتحزن" سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ اللہ ناراض ہو گا اگر تو حزن کرے گا فرمایا کہ ہم تجھے دیکھ رہے ہیں کہ حزن کی حالت میں مبتلا ہے۔ یعنی تیرا صبر رحمت کے نتیجے میں ہے غصے کے نتیجے میں نہیں۔ بے اختیاری کے نتیجہ میں نہیں اگر مظلوم بے اختیار ہو کر صبر کر رہا ہو تو بعض دفعہ بہت سخت غصے کے خیالات ان کے دل سے اٹھتے ہیں۔ ابلتے ہیں بعض لوگ اس حالت میں پاگل ہو کر گالیاں بکنے لگ جاتے ہیں اور ان کی باقی ساری زندگی اپنے صبر کے زمانے کے غیظ و غضب کو گندگی کی صورت میں اچھالتی رہتی ہے ہر وقت ان کے منہ سے بکواس نکلتی ہے ایسے پاگل ہم نے بھی دیکھے ہیں کیوں کہ ان پر کسی نے ظلم کیا ہوا ہے وہ ظلم اندر اندر ان کو کھا جاتا ہے کیونکہ بے اختیار ہوتے ہیں اس لئے جب وہ اپنا کنٹرول چھوڑ دیتے ہیں جب ان میں نظم و ضبط کی طاقت باقی نہیں رہتی تو ہر وقت غیظ و غضب اچھلتا ہے لیکن وہ شخص جس کو رحم آ رہا ہو اور غضب یا انتقام کا جذبہ نہ اٹھے اس کے لئے کسی قسم کا غصے کا اظہار یا گالی گلوچ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ دن بدن دل ہی دل میں گھلتا چلا جائے گا اس کو ایک جان گسل غم لگ جائے گا اس کی جان کو کھانے لگ جائے گا یہ کیفیت تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بار بار نصیحت فرماتا ہے کہ حزن نہ کر۔ جیسا آدمی اپنے پیارے پر نظر کرتا ہے۔ اس کو کہتا ہے دیکھو صبر کر، تکلیف میں نہ پڑ یہ تو نہیں کہ حکم ہے اگر اس نے کہا کہ نہیں میں نے تکلیف محسوس کرنی ہے تو آپ ناراض ہو جائیں کہ میری بات نہیں مان رہے پیار کا انداز ہے ایک محبت کا اظہار ہے، یہ بتاتا ہے کہ میری تیرے ہر حال پر نظر ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ کس غم میں تو گھل رہا ہے اور دوسری جگہ فرمایا "فلعلك باخع نفسك الا یکونوا مومنین" کیا غم کہ تو اپنی جان کو ہلاک کر رہا ہے کہ یہ لوگ مومن نہیں ہوتے یہ صبر ہے، جس کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما صبرك الا باللہ کیونکہ تیرا تمام تر صبر صرف اللہ کی خاطر ہے اس لئے اس میں حسن ہی حسن ہے اس میں کوئی بد پہلو نہیں ہے کوئی بدزیبی نہیں ہے پس یہ وہ صبر ہے جسے ہمیں اختیار کرنا ہو گا دکھوں کے مقابل پر ان کے لئے درد محسوس کرنا ہو گا۔ لا تحزن کا یہ استنباط نہ کریں اس سے کہ کوئی غم محسوس نہ کرنا جو مرضی ان کو ہو جائے مراد یہ ہے کہ ایسا غم محسوس کریں کہ آسمان سے آواز آئے "لا تحزن" اے میرے بندے اب اپنے آپ کو مزید نہ گھلا۔ یہی وہ آواز ہے جو تسکین پیدا کرتی ہے جو غم نہ کرنے کا حکم نہیں دیتی، غم کے سامان اڑا دیا کرتی ہے۔ یہی وہ "لا تحزن" والا مضمون تھا جس نے آخر عرب کی کایا پلٹ دی اور تمام عرب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دیکھتے دیکھتے دیکھتے مسلمان ہو گیا یعنی حزن کا مقام ہی باقی نہیں رہا۔

پس اللہ ہمیں ان معنوں میں خدا تعالیٰ سے صبر سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے صبر میں اولوالعزم کی شان ہو۔ ہمارے صبر میں کمزوری اور بے چارگی نہ ہو۔ طاقت کے ہوتے ہوئے بھی ہم ظالم کے لئے رحم چاہنے والے ہوں اور صبر کے ساتھ چمٹے رہیں اگر ہم ایسا کریں گے تو یقیناً وہ اجر عظیم ضرور ہمیں عطا ہو گا جس کا ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

درخواست دعا

مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب ان دنوں کافی علیل ہیں ان کی بیگم صاحبہ محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کے لئے خصوصی درخواست دعا کرتی ہیں۔
(اعانت ۲۰ پاؤنڈ) (بشیر الدین احمد سامی نمائندہ بدر برطانیہ)

ریلوے ریزرویشن برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۵ء

جیسا کہ احباب جماعتہائے احمدیہ بھارت کو علم ہے کہ جلسہ سالانہ قادیان کے بابرکت ایام ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۹۵ء قریب آ رہے ہیں

امسال بھی مہمانان کرام کی سہولت کے لئے جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے بعد واپسی ریزرویشن کا انتظام کیا گیا ہے جو احباب اس سہولت سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں وہ ابھی سے مندرجہ ذیل کوائف صاف صاف الفاظ میں لکھ کر دفتر جلسہ سالانہ کو مطلع کریں تاکہ اس کے مطابق جلد کاروائی کی جا سکے

۱۔ تاریخ واپسی ریزرویشن
۲۔ ٹرین کا نام اور نمبر
۳۔ سٹیشن کا نام جہاں تک ریزرویشن کروانا مقصود ہو
۴۔ کس درجہ میں سفر کرنا ہے مثلاً فرسٹ کلاس A.C - A.C سلیپر کلاس۔ فرسٹ کلاس - A.C تھری ٹائر سلیپر - A.C چیئر کار - سلیپر کلاس - سیکنڈ کلاس۔
۵۔ سفر کنندگان کے نام عمر جنس (مرد یا عورت) وغیرہ

مندرجہ بالا کوائف کے ساتھ ٹکٹ و ریزرویشن کے اخراجات کیلئے رقم بذریعہ ۵۰۔ M.O یا بنک ڈرافٹ S.B.I یا P.N.B یا P.S.B قادیان بنام "صدر انجمن احمدیہ" بنا کر دفتر محاسب کو تفصیل کے ساتھ بھجوا دیں نیز اس ڈرافٹ کی فوٹو کاپی معہ تفصیلی کوائف سے دفتر جلسہ سالانہ کو بھی مطلع کریں تاکہ بروقت ریزرویشن کروانے میں آسانی ہو۔

آج کل تقریباً تمام بڑے شہروں میں بذریعہ کمپیوٹر بہت آسانی سے واپسی ریزرویشن بھی ہو جاتی ہے اس سہولت سے بھی احباب کو فائدہ اٹھانا چاہئے جن جماعتوں میں اس کی سہولت نہیں ہے ان کی طرف سے مندرجہ بالا کوائف آنے کی صورت میں واپسی ریزرویشن کا انتظام کر دیا جائے گا۔ (افسر جلسہ سالانہ قادیان)

درخواست دعا

خاکسار کی چھوٹی بہن عزیزہ قدسیہ روحی و ماموں زاد بھائی عزیز گوہر حفیظ فانی آف بھدرواہ کشمیر نے M.B.B.S میں داخلہ کے لئے امتحان دیا ہے ہر دو کی امتحان میں کامیابی اور باسانی داخلہ ملنے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (رابعہ پروین اہلیہ محمد نسیم خان)

میری ہمشیرہ امۃ الحکیم اہلیہ مکرم طارق حبیب گدست صاحب گذشتہ چند دنوں سے کمزور چلی آ رہی ہیں کمزوری کی وجہ سے ایک دو بار بے ہوش بھی ہوئیں انکی صحت کے لیے اور گدست صاحب کے کاروبار یا ملازمت کے لئے نیز میرے لئے بھی دعا کریں خدا تعالیٰ سلسلہ کا سچا خادم بنائے، بچوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لئے درخواست دعا ہے۔ (مسعود احمد چوہدری فضل عمر پریس قادیان)

عاجزہ کا لڑکا عزیز الدین احمد ۳ سال بے کار رہنے کے بعد ایک ماہ سے کسی کام میں لگا ہوا ہے عزیز کی صحت و عافیت نیک خادم دین بننے اور روزگار میں برکت کے لئے درخواست دعا ہے۔ اعانت 25/- RS
زہرہ بیگم دھواں ساہی سونگھڑہ

میرا لڑکا عزیز محمد فضل اللہ عابد مقیم جدہ گردوں کے انفکشن سے دو ماہ بیمار رہا اب اس بیماری سے شفا پا گیا ہے الحمد للہ سب بچوں کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیوی برکات سے مالا مال ہونے کے لئے درخواست دعا ہے اعانت بدر و شکرانہ ۲۰۰/- (محمودہ رشید حیدر آباد)

بدر کی اعانت اور توسیع اشاعت
اپنا اخلاقی فریضہ سمجھیں

مرد و عورت میں فطری اختلافات جدید ترین سائنسی تحقیقات کی روشنی میں اور صداقت قرآن مجید

مکرم قیصر محمود ارشد چوہدری

مرد اور عورت کی مزعومہ مساوات کے حوالے سے جدید مغرب ایک عرصے سے اسلام اور قرآن پر حملہ آور ہوتا چلا آ رہا ہے۔ لیکن جدید ترین تحقیقات کی روشنی میں قرآنی نظریات کی صداقت اور برتری کھل کر سامنے آ رہی ہے۔

جدید ترین سائنسی تحقیقات

گزشتہ چند برسوں کی تحقیق سے جو نتائج سامنے آئے ہیں انہیں نیوز ویک نے اپنی ٢٧ مارچ ١٩٩٥ء کی اشاعت میں تفصیلاً رپورٹ کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے :۔

(١) :۔ مرد اور عورت کے دماغ نہ صرف اپنی ساخت میں مختلف ہیں بلکہ وہ مختلف طریقوں سے کام کرتے ہیں۔ یہ اختلافات دماغ کے ان حصوں میں واقع ہیں جن کا تعلق سماعت، حافظہ، احساسات، خوشبو، احساس اور نظر اور دماغ کے دائیں اور بائیں حصوں میں رابطے سے ہے۔

(٢) :۔ ان اختلافات کی تصاویر MRI اور PET ٹیکنالوجی پہ مبنی مشینوں سے لی گئی ہیں جن سے اس امر میں اب کوئی شبہ باقی نہیں رہا کہ یہ اختلافات حقیقی ہیں، نہ کہ صرف مزعومہ۔

(٣) :۔ مرد کے فارغ (IDLE) دماغ کی تصاویر میں وہ حصے زیادہ روشن نظر آتے ہیں جن کا تعلق حرکات جسمانی، لڑائی جھگڑے اور جنسی خواہشات سے ہے۔

(٤) :۔ عورت کے فارغ دماغ کے وہ حصے زیادہ روشن ہوتے ہیں جن کا تعلق لفظی لڑائی جھگڑے اور جذبات سے ہے۔

(٥) :۔ LANGUAGE TEST میں مرد کی بائیں آنکھ کا پچھلا حصہ زیادہ روشن ہوتا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مرد کے دماغ کا صرف بایاں حصہ زیر استعمال آتا ہے۔

(٦) :۔ ایسی LANGUAGE TEST میں عورت کی دائیں اور بائیں دونوں آنکھوں کے پچھلے حصے ردعمل ظاہر کرتے ہیں جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عورت ان حالات میں اپنے دماغ کے دائیں اور بائیں دونوں حصوں سے کام لیتی ہے۔

(٧) :۔ دماغ کا بایاں حصہ زبان و بیان کو کنٹرول کرتا ہے اور دایاں حصہ جذبات کو۔

(٨) :۔ گویا کہ مرد زبان کا استعمال غیر جذباتی انداز میں کرتا ہے جبکہ عورت زبان اور جذبات کو بیک وقت استعمال کرتی ہے۔

(٩) :۔ زیادہ ذہین مردوں کا دماغ زیادہ ردعمل ظاہر کرتا ہے اور کم ذہین مردوں کا کم۔

(١٠) :۔ زیادہ ذہین عورت کا دماغ بھی اتنا ہی ردعمل ظاہر کرتا ہے جتنا کم ذہین عورت کا۔

(١١) :۔ انسانی چہرے کے تاثرات پڑھنے میں عورت کا دماغ مرد کے دماغ کے مقابلے میں زیادہ فعال ہے اور زیادہ صحیح (ACCURATE) انداز میں کام کرتا ہے۔

(١٢) :۔ تلخ تجربات زندگی کو یاد کرتے وقت عورت کا دماغ مرد کے دماغ سے آٹھ گنا زیادہ ردعمل ظاہر کرتا ہے۔

(١٣) :۔ مرد کے دائیں اور بائیں دماغوں میں رابطہ بہت کم ہے۔

(١٤) :۔ عورت کے دائیں اور بائیں دماغ کا پل غیر معمولی طور پر زیادہ مضبوط ہے۔ جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ عورت کا ہر ردعمل صرف عقلی ہی نہیں ہوتا بلکہ عقل اور جذبات کا مکسچر (MIXTURE) ہوتا ہے۔

(١٥) :۔ جن مردوں کے دماغوں کو پیدائش سے قبل کسی بیماری کی وجہ سے SEX HARMONES کا کم غسل ملتا ہے ان میں عورتوں والے خواص پیدا ہو جاتے ہیں۔

(١٦) :۔ جن عورتوں کو بیماری کی وجہ سے پیدائش سے قبل ان SEX HARMONES کا زیادہ غسل مل جاتا ہے ان میں مردانہ خواص پیدا ہو جاتے ہیں۔

(١٧) :۔ یہ بات بھی طے ہو چکی ہے کہ گناہ اور جرائم GENES کے پیدا کردہ نہیں ہیں جیسا کہ بائبل جرائم کو جینز کا حصہ قرار دیتی ہے گو انسانی اعمال کسی حد تک BIOLOGICAL بھی ہیں لیکن ان کا دائرہ اثر ایسا نہیں ہے جسے GENETIC کہا جا سکے۔

قرآنی نظریات

★ مرد کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے کہ وہ "قوامون علی النساء" یعنی عورتوں پر نگران اس لئے بنایا گیا ہے کہ "بما فضل اللہ بعضھم علی بعض" اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ کے تحت بعض انسانوں کو بعض دوسرے انسانوں پر یعنی مرد کو عورت پر ایک جزوی فضیلت عطا فرمائی ہے۔ جو فطرت انسانی کا حصہ ہے۔

★ "خلقکم من نفس واحدۃ" لیکن اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کو بطور انسان نفس واحدہ سے پیدا فرمایا ہے۔ ان کے حقوق و فرائض مختلف تو ہیں لیکن انسانیت کے لحاظ سے برابر ہیں۔

★ "او من ینشؤ فی الحلیۃ وھو فی الخصام غیر مبین" یعنی عورت تو زیورات میں پلنے والی اور لڑائی جھگڑے میں "غیر مبین" ہے یعنی وہ اختلافی امور میں جذبات کو شامل کر کے EMOTIONS اور RATIONALITY کو MIX-UP کر دیتی ہے۔

★ "..... ھن لباس لکم و انتم لباس لھن" عورتیں مردوں کا لباس ہیں اور مرد عورتوں کا لباس ہیں۔

★ "..... فالصالحات قانتات حافظات للغیب بما حفظ اللہ ..." یعنی مرد عورت پر نگران تو ضرور ہے لیکن ایسی عورتیں بھی ہیں جو صالحات ہیں، قانتات ہیں اور حافظات للغیب ہیں۔ یعنی نیک، فرمانبردار اور تمہارے پوشیدہ امور کی محافظ ہیں۔

قرآن مجید اس مسئلے پر تفصیل سے روشنی ڈالتا ہے۔ لیکن یہی چند آیات یہ ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں کہ مرد اور عورت دماغی لحاظ سے مختلف ہیں۔ لیکن انسان ہونے کے لحاظ سے برابر ہیں۔ ان کے دائرہ ہائے عمل مختلف ہیں اور یہ اختلافات فطری اور پُر حکمت ہیں۔ (بشکریہ انٹرنیشنل لندن)

ولادت

خاکسار کے بیٹے عزیز ڈاکٹر عبد المومن ناک کے ہاں مورخہ ١٢ جون ١٩٩٥ء کو دوسرے بیٹے کی ولادت ہوئی ہے۔ پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت نومولود کا نام قبل از ولادت کامران عبد الباسط ناک تجویز فرمایا تھا۔ عزیز موصوف کے نیک، صالح، عمر دراز اور خلافت حقہ احمدیہ کا خادم بننے اور والدین کی صحت و سلامتی کیلئے دعا کی درخواست ہے (اعانت ١٥٠/-)

(عبد السلام ناک۔ صدر جماعت احمدیہ سری نگر کشمیر)

میرے برادران نسبتی مکرم طارق حفیظ خان اور مکرم ناصر حفیظ خان کو بالترتیب ٢٢/٥/٩٥ کو بیٹی اور ٨/٩/٩٥ کو بیٹا عطا ہوا ہے جو مکرم ملک عبد الحفیظ خان صاحب آف سلطانپورہ لاہور حال امریکہ کے پوتی۔ پوتا اور مکرم ملک محمد صادق صاحب مرحوم آف اسلام آباد پاکستان کے نواسی۔ نواسہ ہیں۔ دونوں بچوں کی دینی و دنیاوی ترقیات اور لمبی عمر کے لئے درخواست دعا ہے۔

(محمد ابراہیم کارکن بیت المال خرچ ربوہ۔ حال امریکہ)

تحریک جدید کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریاں

مکرم منیر احمد حافظ آبادی وکیل التبشیر وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان

الٰہی نوشتوں کے مطابق اسلام کی نشأۃ ثانیہ یعنی قیام شریعت اور احیائے دین کا کام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے سپرد کیا گیا ہے۔ آپ ایسے وقت میں مبعوث ہوئے جبکہ اسلام پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے تھے اور مسلمان دنیا تبلیغ اسلام کے فریضہ سے یکسر غافل تھی۔ چنانچہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کے سامنے جہاں اسلام کا اصل چہرہ پیش کیا وہاں پر اشاعت اسلام کا درد رکھنے والی ایک ایسی جماعت بھی تیار کی جو کہ اسلام کو دنیا میں سربلند کرنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہے۔

آپ نے اپنی زندگی میں ہی احیائے اسلام کا کام اس قدر شاندار طریقہ سے سرانجام دیا کہ اسلام پر غلبہ پانے کے عیسائی پادریوں کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ چنانچہ ۱۸۹۴ء میں دنیا بھر کے پادریوں کی ایک چوٹی کی کانفرنس لندن میں منعقد ہوئی تھی اس کے ایک اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے لارڈ بشپ آف گلوسٹر الوینڈ چارلس جان ایلی کوٹ نے کہا تھا کہ:-

" اسلام میں ایک نئی جماعت کے آثار نمایاں ہیں۔ مجھے اُن لوگوں نے جو صاحب تجربہ ہیں بتلایا ہے کہ ہندوستان کی برطانوی مملکت میں ایک نئی طرز کا اسلام ہمارے سامنے آرہا ہے۔ اور اس جزیرے میں بھی کہیں کہیں اس کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں ...... یہ اُن بدعات کا سخت مخالف ہے جن کی بنا پر محمد کا مذہب ہماری نگاہ میں قابل نفرین کردار پاتا ہے۔ اس نئے اسلام کی وجہ سے محمدؐ کو پھر وہی پہلی عظمت حاصل ہوتی جارہی ہے۔"

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد آپ کے خلفاء کرام کے ذریعہ قیام شریعت اور احیائے دین کا کام جاری وساری ہے اور جو بھی ناپاک و مذموم حملہ اسلام پر مخالفین کی جانب سے ہوتا ہے اس کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مؤثر جواب دیا جاتا ہے۔

چنانچہ ۱۹۳۴ء میں جب احرار نے مرکز قادیان سے اٹھنے والی احیائے اسلام کی آواز کو ختم کرنے کے لئے نہایت ہی خطرناک منصوبے بنائے اس وقت اولوالعزم خلیفہ سیدنا حضرت اقدس مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی دوربین نگاہوں نے اسے فوری بھانپ لیا اور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان تحریک کا اجراء عین الٰہی منشاء کے مطابق فرمایا جو کہ تحریک جدید کے نام سے موسوم ہے۔ آپ نے اس تحریک کے ذریعہ نہایت ہی جامع اور مہتم بالشان مطالبات جماعت کے سامنے رکھے۔

جماعت کے ایسے نازک دور میں مخلصین (مرد خواتین و بچگان) نے اپنے محبوب امام کی مقدس آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے اموال و نفوس کی قربانیاں پیش کیں اور اس طرح پانچ ہزاری مجاہدین نے اس وقت جماعت کی تاریخ میں ایک سنہری باب رقم فرمایا۔

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان زندہ جاوید قربانیوں کے تعلق سے فرمایا ہے کہ:-

" جس جس احمدی کے کانوں تک یہ آواز پہنچے وہ تلاش کرے خود کہ میرے والدین یا میرے دادا پڑدادا نے یا بعض اور بزرگوں نے حصہ لیا تھا کہ نہیں! تحریک جدید میں اگر لیا تھا تو اُسے زندہ رکھنے کی کوشش کرے اگر کوئی ایسے بزرگ ہوں جن کی اولاد نہ ہو لاوارث مر چکے ہوں خدا نخواستہ ایسے بھی ہوتے ہیں بہرحال تو میری تحریک جدید سے گذارش ہے کہ ان کے نام میرے سپرد کریں میری خواہش ہے کہ میں ان کی طرف سے بھی چندہ تحریک جدید دوں۔"

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دفتر اول اپنے ۶۰ سال پورے کر چکا ہے دفتر دوم ۵۰ سال اور دفتر سوم ۲۹ سال پورے کر چکا ہے اور دفتر چہارم ۹ ویں سال میں سے گذر رہا ہے جس کا اجراء سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا۔

تحریک جدید کا سال اکتوبر کے آخر میں ختم ہو جاتا ہے اور ہر سال ماہ نومبر کے شروع میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس کے اگلے سال نو کے آغاز کا اعلان فرماتے ہیں۔ گذشتہ سال سال نو کے آغاز کے موقع پر آپ نے فرمایا تھا کہ:

" اس ساٹھ سالہ دور میں ایک دن بھی جماعت کے قدم سست نہیں ہوئے۔" نیز فرمایا کہ ... مالی قربانی کی سب سے اعلیٰ غرض خدا کی محبت میں اُس کی رضا کی خاطر اموال کو پیش کرنا ہے۔"

پس ہمارا فرض ہے کہ اس بابرکت تحریک میں حصہ لیتے ہوئے بڑھ چڑھ کر اپنے اموال خدا تعالیٰ کی راہ میں حاضر کر دیں۔

تحریک جدید بھارت کے تحت ہندوستان کے صوبہ سکم اور غیر ممالک نیپال۔ بھوٹان۔ مالدیپ اور سری لنکا میں تبلیغ اسلام کا کام تیزی سے جاری ہے جس کی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ براہ راست نگرانی فرما رہے ہیں۔ ان جگہوں پر ہمارے مبلغین معلمین شدید مخالفت کے باوجود سینہ سپر ہیں دینی تعلیم کے حصول کے لئے مدرسوں کا اجراء کیا جارہا ہے۔ نئے تبلیغی مراکز کھولے جارہے ہیں مساجد کی تعمیر ہو رہی ہے۔ جو کہ کثیر اخراجات کے متقاضی ہے۔

لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے چندہ تحریک جدید میں نمایاں اضافہ کریں تاکہ ہماری قربانی معیاری قربانی کا مرتبہ حاصل کر لے۔ اس غرض کے لئے دفتر تحریک جدید کی طرف سے وقتاً فوقتاً سرکلر جاری کئے جاتے ہیں اور امراء صدر صاحبان وسیکرٹریان تحریک جدید کو توجہ دلائی جاتی ہے انہیں خاص اہمیت دینی چاہیئے۔ انسپکٹر صاحبان جو سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے آپ تک پہنچتے ہیں ان کے ساتھ پورا پورا تعاون فرمایا جائے اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا جائے۔

اسی طرح ایک اہم فریضہ یہ ہے کہ جو نومبائعین الٰہی منشاء کے مطابق جوق در جوق جماعت میں داخل ہو رہے ہیں انہیں بھی مالی نظام میں شامل کیا جائے۔ اس بارہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ:-

" تربیت کے دوران نماز پر زور دیں اور ان کو نماز کا عادی بنا دیں اور چندوں کے نظام میں بھی شامل کریں مالی قربانی کے واقعات بتائیں اور جماعت کا مالی نظام سمجھائیں اور انہیں تاکید کریں کہ چندہ ضرور دو خواہ کم دو لیکن دو ضرور۔"

(مکتوب گرامی VM 12-8-79/ب)

تحریک جدید کے تحت وقف نو کا شعبہ بھی ہے جو کہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد و ممتاز منصوبہ جسے ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

باقی صد ۱۲ کالم نمبر ...

بقیہ اداریہ صفحہ نمبر ۲

بنی آدم کے گناہوں کا کفارہ قرار دینے کا ایک اور مفروضہ گھڑا گیا گویا جھوٹ کی بنیاد پر جھوٹ کی عمارت کھڑی کرنے کی ایک ناکام کوشش۔ حالانکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح کو صلیب پر یہودی طریق کے مطابق مصلوب ہوئے ہی نہیں۔ آپ کو چند گھنٹوں کے بعد اگلے روز کے سبت کے خیال سے صلیب سے زندہ اتار لیا گیا۔ چونکہ پیلاطوس کی بیوی نے خواب دیکھا تھا کہ مسیح راستباز ہے اس لئے اس نے پیلاطوس کو خواب سنا بھی دیا تھا اس خیال سے صلیب سے زندہ اتار سے جانے کے بعد آپ کی ہڈیاں بھی یہودی طریق کے مطابق جو کہ مصلوب شخص کے لئے رائج تھا۔ نہیں توڑی گئیں۔ چنانچہ پیلاطوس کی خوف و دہشت اور اگلے روز کے یوم سبت اور مصلوب کئے جانے کے چند گھنٹوں کے بعد شدید آندھی کے چلنے کی وجہ سے آپ زندہ ہی صلیب سے اتار لئے گئے اور حواریوں نے ایک زیر زمین کمرہ میں رکھ کر آپ کا مرہم عیسیٰ سے علاج کیا۔ بعد صحت آپ نہایت خاموشی سے ہجرت فرما گئے۔ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے پختہ دلائل و شواہد سے ثابت کیا ہے کہ یہ ہجرت آپ کے مقدر میں تھی کیونکہ بنی اسرائیل کے دس قبائل جو بخت نصر بادشاہ کے ظلم کی وجہ سے ہجرت کر کے فلسطین سے مشرق جانب پھیل گئے تھے ان کی اصلاح بھی حضرت عیسیٰ کی بعثت کے کاموں میں سے ایک اہم کام تھا۔ چنانچہ انہوں نے صاف فرمایا تھا کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے علاوہ کسی کے لئے نہیں بھیجا گیا (متی باب ۱۵/۲۴) یہ کھوئی ہوئی بھیڑیں جو افغانستان اور ہندوستان کے علاقوں تک پھیلی ہوئی تھیں ان کی اصلاح کرتے ہوئے بالآخر کشمیر میں ایک سو بیس سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ چنانچہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک سو بیس سال کی عمر کی تصدیق کرتی ہے۔

(مواہب لدنیہ مصنفہ قسطلانی جلد نمبر ۱ صفحہ ۴۲)

پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیب پر وفات ہوئی ہی نہیں تو آپ کی "لعنتی قربانی" اور خون مسیح پر ایمان لانے کا عقیدہ صرف ایک مفروضہ ثابت ہوا جس کی نہ عہد نامہ قدیم میں کوئی شہادت ہے اور نہ ہی عہد نامہ جدید میں کہیں حضرت مسیح کا کوئی قول اس سلسلہ میں ملتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح مصلوب ہو کر گناہوں کا کفارہ نہیں ہوئے تو پھر گناہوں سے نجات کس طرح مل سکتی ہے۔ اس کے لئے سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

"گناہ کے دور کرنے کا علاج صرف خدا کی محبت اور عشق ہے لہٰذا وہ تمام اعمال صالحہ جو محبت اور عشق کے سرچشمہ سے نکلتے ہیں گناہ کی آگ پر پانی چھڑکتے ہیں کیونکہ انسان خدا کے لئے نیک کام کر کے اپنی محبت پر مہر لگاتا ہے خدا کو اس طرح پر مان لینا کہ اس کو ہر ایک چیز پر مقدم رکھنا یہاں تک کہ اپنی جان پر بھی یہ وہ پہلا مرتبہ محبت ہے جو درخت کی اس حالت سے مشابہ ہے جبکہ وہ زمین میں لگایا جاتا ہے اور پھر دوسرا مرتبہ استغفار جس سے یہ مطلب ہے کہ خدا سے الگ ہو کر انسانی وجود کا پردہ نہ کھل جائے اور یہ مرتبہ درخت کی اس حالت سے مشابہ ہے جب کہ وہ زور کر کے پورے طور پر اپنی جڑ زمین میں قائم کر لیتا ہے۔ اور پھر تیسرا مرتبہ توبہ ہے جو اس حالت کے مشابہ ہے کہ جب درخت اپنی جڑیں پانی کے قریب کر کے بچہ کی طرح اس کو چوستا ہے غرض گناہ کی فلاسفی یہی ہے کہ وہ خدا سے جدا ہو کر پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کا دور کرنا خدا کے تعلق سے وابستہ ہے۔ پس وہ کیسے نادان لوگ ہیں جو کسی کی خودکشی کو گناہ کا علاج کہتے ہیں۔ (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۱۲-۱۱)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہوں سے بچنے کے اس حقیقی فلسفہ کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(منیر احمد خادم)

بقیہ تحریک جدید کی اہمیت صفحہ ۱۱

جاری فرمایا ہے۔ اس تعلق میں نیشنل سیکرٹری صاحب بھارت کو جو جو پروگرام ہمارے لندن مشن سے موصول ہو رہے ہیں وہ ساتھ ساتھ بھارت کی جماعتوں میں بھجوا رہے ہیں تاکہ ہر جگہ جہاں وقف نو کے بچے ہیں ان کی تعلیم و تربیت اس جامع منصوبے کے مطابق ہو سکے جو کہ حضور انور کی منظوری سے جاری ہو رہے ہیں۔ پس اس تعلق میں متعلقہ عہدیداران کو اور ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو بہترین رنگ میں نبھانا چاہیئے۔

اس کے علاوہ جلسہ تحریک جدید، ہفتہ تحریک جدید جو جماعتوں میں منعقد کئے جاتے ہیں اس میں ہم سبھی کو بطور خاص حصہ لینا چاہیئے تاکہ ان دینی مجالس کی برکات و فیوض سے جو اللہ تعالیٰ نے رکھی ہیں ہم اور ہماری اولاد متمتع ہو سکیں۔ غرضیکہ اس نہایت ہی بابرکت اور عظیم المرتبت تحریک کے ذریعہ دنیا میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو پھیلانے کا کام جاری ہے اور یہ توفیق صرف اور صرف خدا کے فضل سے خلافت کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو مل رہی ہے۔ بڑی بڑی سرمایہ دار حکومتیں اس سے قاصر ہیں۔ پس ہمیں چاہیئے کہ اس تحریک جدید کے تئیں اپنے فرائض سے غافل نہ ہوں۔ سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ جو اس تحریک کے بانی تھے آپ کا ارشاد بابرکت ہے کہ:-

"اے عزیزو تم میں سے کوئی احمدی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو اس تحریک میں شامل نہ ہو ہر احمدی جو تحریک جدید میں حصہ لیتا ہے وہ لیظھرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی کو پورا کرنے والا ہے۔ محمدی فوج کے سپاہیوں میں اگر تم شامل ہونا چاہتے ہو تو تحریک جدید میں حصہ لو اور اپنے وعدے جلد پورے کرو۔" وباللہ التوفیق آمین ؎

طالب دعا:- محبوب عالم ابن حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

SPECIALIST IN-LEATHER BELTS LEATHER LADIES AND GENTS BAG JACKETS WALLETS ETC

17 A, JAWAHAR LAL NAHRU ROAD
CALCUTTA - 700081

Star
PHONE 543105
CHAPPALS
WHOLLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP BLOCK NO 7, FAHIMABAD COLONY
KANPUR-1 PIN. 208001

C.K.ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM 679339
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

PH: 26-3287
PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072